عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۹ | ۱۴ تا ۲۱؍شوال ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۳ تا ۳۰؍ستمبر ۲۰۱۰ء | شمارہ: ۳۶

خواجۂ خواجگان سے چند یادگار ملاقاتیں

ذکر اللہ کے فوائد

ذخیرہ اندوزی "ایک لعنت"

اہل السنۃ والجماعت کا عقیدہ

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.or
http://www.khatm-e-nubuwwat.co

بیک وقت دی گئی تین طلاق

سید محمد ادریس، ابوظہبی

س:...... نسرین اور آصف میں شک کی وجہ سے جھگڑا ہوتا ہے، نسرین آصف پر شک کرتی ہے کہ آصف کے دوسری عورت سے مراسم ہیں اور یہ اس کے پاس جاتا ہے اور آصف سے طلاق بار بار مانگتی ہے، طلاق مانگنے کی وجہ سے آصف نسرین کو مارتا ہے اور گھر میں صرف عورتیں اور بچیاں ہوتی ہیں وہ ان کو منع کرتی ہیں تو آصف اپنے بھائی کے گھر جو کہ ساتھ ہی ہے چلا جاتا ہے۔ نسرین بھی اس کے پیچھے کاغذ اور قلم لے کر آصف کے پاس آتی ہے اور کہتی ہے کہ مجھے لکھ کر طلاق دو، آصف کے خاموش رہنے پر اس کا گریبان پکڑ کہتی ہے اگر تو اپنے باپ کا ہے تو مجھے طلاق دے، اس کے بعد آصف غصے میں تین بار طلاق طلاق کہتا ہے، آصف کی بھابھی اس سے پوچھتی ہے کیا تو نے دل سے طلاق دی ہے؟ تو کہتا ہے ہاں! اس کے بعد نسرین رونا شروع کر دیتی ہے، اس وقت ان کی ایک بچی ہے اور دوبارہ نسرین حاملہ ہے، رات کو سید ظفر حسین جو کہ آصف کا بڑا بھائی ڈیوٹی پر واپس آتا ہے اور پوری تفصیل سننے کے بعد اور مشورہ کے بعد نسرین کو اس کے والدین کے گھر طارق آباد بھیج دیتا ہے، جبکہ نسرین بضد ہے کہ یہ ایک طلاق رجعی ہے اور میں اپنے والدین کے گھر نہیں جاتی، لیکن ظفر، نسرین اور بچی کو اظہر اقبال کے ساتھ طارق آباد بھیج دیتا ہے۔ پانچ یا چھ دن بعد نسرین آصف کو فون پر بچی کی بیماری کی اطلاع دے کر طارق آباد بلاتی ہے اور آصف طارق آباد جاتا ہے تو نسرین کا والد ان دونوں کی صلح کروا دیتا ہے اور اہلحدیث مولوی سے فتویٰ لکھوا کر آصف کو دیتا ہے کہ یہ طلاق نہیں ہوئی اور دوسری بار طلاق دینے کی صورت میں دو لاکھ روپیہ نسرین کو ادا کرنے کا ذمہ دار ٹھہراتا ہے اور اسٹام پر دستخط کرواتا ہے، دوسری بچی کی پیدائش تک آصف طارق آباد آتا جاتا رہتا ہے اور بچی کی پیدائش کے بعد طارق آباد نہیں جاتا پھر دونوں میں جھگڑا ہوتا ہے تو نسرین آصف پر خرچے کا کیس کرتی ہے اور جج کے سامنے طلاق کا ذکر نہیں کرتی بلکہ آصف کے گھر والوں پر الزام لگاتی ہے کہ ہم دونوں اکٹھے رہنا چاہتے ہیں، آصف کے گھر والے ہمیں رہنے نہیں دیتے۔ عدالت کے فیصلے مطابق پولیس ان دونوں کو شاہ محمد کالونی چھوڑ جاتی ہے اور یہ دونوں اکٹھے رہ رہے ہیں۔ ابھی کوئی کہتا ہے کہ طلاق ہوگئی ہے اور کوئی کہتا ہے طلاق نہیں ہوئی، گھر والے بھی ان دونوں کے ساتھ بات نہیں کرتے کہ طلاق کے بعد پھر دونوں اکٹھے رہتے ہیں۔ آپ سے گزارش ہے کہ اگر طلاق ہوگئی ہے پھر بھی اور نہیں پھر بھی اپنے فیصلے سے آگاہ کریں، آپ کی عین نوازش ہوگی۔

ج:...... تین طلاق ایک ساتھ دی جائیں یا الگ وہ تین ہی ہوتی ہیں۔ اس پر ائمہ اربعہ یعنی امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل

مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ

رحمہم اللہ تعالیٰ کا اتفاق ہے۔ اسی طرح سعودی عرب کے ہیئۃ کبار العلماء کا فتویٰ بھی اسی پر ہے۔ دیکھئے ''مجلۃ البحوث الاسلامیۃ'' جلد اول، شمارہ:۳، سن:۱۳۹۷ھ، ریاض مملکۃ العربیۃ السعودیہ اور ہیئۃ کبار العلماء میں شامل ہیں: شیخ عبدالعزیز بن باز، شیخ عبداللہ بن حمید، شیخ الامین شنقیطی، شیخ سلیمان بن عبید، شیخ عبداللہ جناط، شیخ محمد الوکان، شیخ ابراہیم بن محمد آل شیخ، شیخ عبدالرزاق عفیفی، شیخ عبدالعزیز بن صالح، شیخ صالح بن غصوف، شیخ محمد بن جبیر، شیخ عبدالمجید حسن، شیخ راشد بن خنین، شیخ صالح بن لحیدان، شیخ مصار عقیل، شیخ عبداللہ بن غدیان اور شیخ عبداللہ بن منیع۔ اب آپ ہی بتلائیں کہ پورے ائمہ اربعہ اور سعودی عرب کی ہیئۃ کبار العلماء کے سترہ اہل تحقیق کی تحقیق ایک طرف اور محمد جوناگڑھی غیر مقلد ایک طرف ہو تو بات کس کی وزنی ہوگی؟ ایک طرف حضرات صحابہ کرامؓ کے دور میں حضرت عمرؓ کا فتویٰ اور اس پر پوری جماعت صحابہؓ کا اجماع اور دوسری طرف پندرھویں صدی کے مجھ جیسے لکھے پڑھوں کی رائے ہو تو ظاہر ہے حضرات صحابہ کرامؓ کے اجماع کو ترجیح دی جائے گی، لہٰذا آصف کے اپنی بیوی نسرین کو تین طلاق دینے سے اس پر تین طلاق واقع ہوگئیں اور بغیر تحلیل شرعی کے دوبارہ نکاح نہیں ہوسکتا۔

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

مجلس

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۲۹ ۱۴تا۲۱رشوال ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۳تا۳۰ر ستمبر ۲۰۱۰ء شمارہ:۳۶

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

حضرت قبلہؒ کی یاد میں لولاک کی اشاعت خاص	۵	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
خواجہ خواجگان سے چند یادگار ملاقاتیں	۸	مولانا عبدالرحمن اشرفی
ذکر اللہ کے فوائد	۱۰	شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ
والدین کی ذمہ داری	۱۲	مولانا محمد خالد غازی پوری
ذخیرہ اندوزی: ایک لعنت	۱۳	مولانا عبداللہ حسنی ندوی
فریضہ حج بیت اللہ (نظم)	۱۴	تاج الدین اشعر
اہل سنت والجماعت کا عقیدہ	۱۵	مولانا منظور احمد نعمانیؒ
دیار حبیبؐ سے دیار غیر تک (آخری)	۱۷	مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ
''قلب سلیم'' ہی اصل ہے	۲۰	مولانا عبداللہ حسنی ندوی
تدفین میں جلدی کرنا	۲۲	محمد عمر لوہاروی، لندن
نصیحت آموز واقعات	۲۳	مولانا محمد فہد
درس گاہ رسولؐ کے معلمین	۲۶	رفاقت حسین قاسمی

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ختم نبوت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زر تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 363-8 اور اکاؤنٹ نمبر 927-2 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ:0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

صحابہ کرامؓ کے زُہد کا بیان

ضرورت سے زیادہ عمارت بنانا

’’حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام اخراجات اللہ تعالیٰ کے راستے میں شمار ہوتے ہیں، سوائے تعمیر کے کہ اس میں کوئی خیر نہیں۔‘‘ (ترمذی، ج:۲، ص:۷۱)

یعنی ایک مسلمان اپنے اہل و عیال یا اپنی ذات پر جو جائز اور ضروری اخراجات کرتا ہے، وہ خرچ اللہ تعالیٰ کے راستے میں شمار کیا جاتا ہے، اور آدمی اس پر اجر وثواب کا مستحق ہوتا ہے، سوائے تعمیر کے کہ اس کے خرچ میں کوئی اجر نہیں۔

’’حارثہ بن مضرب تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ہم حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی عیادت کو گئے، انہوں نے علاج کے لئے سات داغ لگوائے ہوئے تھے، پس فرمایا کہ: میری بیماری لمبی ہوگئی، اور اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے نہ سنا ہوتا کہ موت کی آرزو نہ کیا کرو، تو میں موت کی آرزو کرتا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ہر خرچ پر آدمی کو اجر ملتا ہے سوائے مٹی کے۔‘‘ (ترمذی، ج:۲، ص:۷۱)

اس حدیث میں ایک مضمون تو وہی ہے جو اُوپر کی حدیث میں آچکا ہے، یعنی بغیر ضرورت کے تعمیری اخراجات کا پسندیدہ نہ ہونا، اور دُوسرا مضمون موت کی تمنا سے ممانعت کا ہے، یہ مضمون بھی بہت سی احادیث میں آیا ہے، صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ’’تم میں سے کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے، کیونکہ اگر وہ نیکوکار ہے تو شاید وہ اپنی بھلائی میں مزید اضافہ کرسکے، اور اگر وہ بدکار ہے تو ہوسکتا ہے کہ توبہ کرلے۔‘‘ ایک اور حدیث میں ہے کہ: ’’تم میں سے کوئی شخص نہ تو موت کی تمنا کرے اور نہ اس کی دُعا کرے، کیونکہ جب آدمی مرجاتا ہے تو اس کی اُمید ختم ہوجاتی ہے، اور مؤمن کے لئے عمر کی مہلت خیر میں اضافے ہی کا سبب ہے۔‘‘ ایک اور حدیث میں ہے کہ: تم میں سے کوئی شخص تکلیف سے گھبراکر موت کی تمنا نہ کرے، اگر اس کو یہ کرنا ہی ہو تو یہ دُعا کرے:

’’اے اللہ! جب تک میرے لئے زندگی بہتر ہو مجھے زندہ رکھئے اور جب وفات میرے لئے بہتر ہو تو مجھے قبض کرلیجئے۔‘‘

ایک اور حدیث میں ہے کہ: ’’موت کی تمنا نہ کیا کرو، کیونکہ جان کنی کا ہول بڑا سخت ہے، اور آدمی کی نیک بختی کی بات یہ ہے کہ بندے کی عمر لمبی ہو اور اللہ تعالیٰ اس کو توبہ و اِنابت کی توفیق عطا فرمادیں۔‘‘ (یہ تمام احادیث مشکوٰۃ شریف میں ہیں)۔

آدمی اپنی کمزوری کی وجہ سے تکلیف سے گھبرا جاتا ہے اور تکلیف کی شدّت سے نجات پانے کے لئے موت کی تمنا اور دُعا کرنے لگتا ہے، حالانکہ موت کے وقت جان کنی کی تکلیف ایسی ہولناک ہے کہ اس کے مقابلے میں زندگی کی تکالیف بہت معمولی ہیں، تو ہلکی تکلیف سے گھبراکر بڑی تکلیف کی تمنا کرنا تقاضائے دانش مندی کے خلاف ہے:

اب تو گھبراکے یہ کہتے ہیں کہ مرجائیں گے!
مرکے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے؟

علاوہ ازیں زندگی کے لمحات، حق تعالیٰ شانہٗ کا احسانِ عظیم اور نعمتِ کبریٰ ہیں، یہ وہ مال و دولت ہے کہ کسی قیمت پر بھی دستیاب نہیں ہوسکتی۔ زندگی کی تکالیف اور پریشانیوں سے گھبراکر موت کی تمنا کرنا گویا اس نعمت کی بے قدری ہے، اس لئے مصائب و تکالیف سے نجات پانے کے لئے موت کی تمنا تو بہرحال مذموم ہے، لیکن اگر کسی دینی فتنے میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو تو اس سے بچنے کی خاطر موت کی تمنا کو بعض اکابر نے جائز رکھا ہے، شیخ مُلّا علی القاری رحمہ اللہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں:

’’امام نووی رحمہ اللہ نے فتویٰ دیا ہے کہ دینی فتنے کے اندیشے کی وجہ سے موت کی تمنا مکروہ نہیں، بلکہ انہوں نے فرمایا کہ یہ مستحب ہے، اور اس کو امام شافعی، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اور دیگر اکابر سے نقل کیا ہے۔‘‘

اسی طرح شہادت فی سبیل اللہ کی تمنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک شہر مدینہ طیبہ میں مرنے کی تمنا بھی ممنوع نہیں، بلکہ مندوب ہے، نیز محبتِ الٰہی کی وجہ سے حق تعالیٰ شانہٗ سے ملنے کا اشتیاق بھی ممانعت کے

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

تحت داخل نہیں رزقنا اللہ تعالیٰ بمنّہٖ ولطفہٖ!

ترمذی شریف میں تو حضرت خباب رضی اللہ عنہ کا یہ قصہ اسی قدر نقل کیا گیا ہے، لیکن مشکوٰۃ شریف میں مسند احمد کے حوالے سے اس روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

’’میں نے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دیکھا کہ میں ایک درہم کا بھی مالک نہیں تھا اور اب میرے گھر کے ایک کونے میں چالیس ہزار درہم پڑے ہیں۔ پھر آپ نے اپنا کفن منگوایا، وہ لایا گیا تو اسے دیکھ کر رو پڑے اور فرمایا: لیکن حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے لئے تو کفن بھی نہ مل سکا، سوائے ایک دھاری دار چادر کے جو اتنی چھوٹی تھی کہ اگر سر پر کرتے تو پاؤں ننگے ہوجاتے، اور پاؤں ڈھکتے تو سر کھل جاتا، بالآخر چادر سر کی طرف کردی گئی اور پاؤں پر اِذخر (گھاس) ڈال دی گئی۔‘‘ (مشکوٰۃ، ص:۱۴۰)

اس حدیث سے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ذوق کا اندازہ ہوتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد فتوحات کی کثرت کی وجہ سے ان کو مالی کشائش حاصل ہوگئی تھی، لیکن وہ اپنے فقر و فاقہ کی اس حالت کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھی، یاد کرکے روتے تھے، اسی کو پسند فرماتے تھے، اور مال کی فراوانی ان کے نزدیک پسندیدہ حالت نہیں تھی، افسوس ہے کہ اُمت میں یہ ذوقِ صحیح ناپید ہوگیا ہے، فالی اللہ المشتکی!

’’ابوحمزہ، حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: ہر تعمیر تجھ پر وبال ہے۔ میں نے عرض کیا: اگر اس کے بغیر چارہ نہ ہو تو کیا ارشاد ہے؟ فرمایا: نہ اجر، نہ بوجھ۔‘‘ (ترمذی، ج:۲، ص:۷۱)

یعنی جو تعمیر ایسی ناگزیر ہو کہ اس کے بغیر چارہ نہیں، اس کے بارے میں بھی بس یہی کہا جاسکتا ہے کہ اس میں جو خرچ کیا گیا وہ قیامت کے دن وبال اور بوجھ نہ ہوگا، اور جو عمارت ضرورت سے زائد محض فخر و مباہات کے لئے بنائی جائے وہ تو سراسر وبال ہی وبال ہے۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں! آج کل ہم لوگ جو عمارتیں بناتے ہیں، وہ اکثر و بیشتر اسی زُمرے میں آتی ہیں۔ ☆

اداریہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

حضرت قبلہؒ کی یاد میں ’’لولاک‘‘ کی اشاعت خاص

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد!

مخدوم المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ کے سانحۂ ارتحال کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ترجمان ماہنامہ لولاک ملتان میں اعلان کیا گیا تھا کہ:

☆…… ہفت روزہ ختم نبوت کراچی اور ماہنامہ لولاک ملتان کے علیحدہ علیحدہ نمبر شائع کئے جائیں گے۔

☆…… حضرت قبلہؒ کے رشحات قلم: خطبات صدارت، مضامین، تقاریظ، دعوت نامے اور مکتوبات کو کتابی شکل میں شائع کیا جائے گا۔

☆…… حضرت قبلہؒ کی ۱۹۶۲ء سے ۲۰۰۱ء کی خودنوشت ڈائریوں پر مشتمل کتاب مرتب کی جائے گی۔

☆…… پھر حضرت قبلہؒ کی زندگی پر کتاب شائع ہوگی۔

حضرت قبلہؒ کا وصال ۵؍مئی ۲۰۱۰ء کو ہوا۔ ۹؍مئی ۲۰۱۰ء کو ایبٹ آباد میں ختم نبوت کانفرنس اور جون، جولائی میں برطانیہ کی ختم نبوت کانفرنس کی مصروفیت رہی۔

اگست/ستمبر میں چناب نگر بائیس روزہ رد قادیانیت کورس اور رمضان المبارک کی مصروفیات رہیں، اب عید کے بعد اللہ رب العزت کا نام لے کر اس نمبر کی ترتیب کے لئے وقت فارغ کیا گیا۔

قارئین کرام! آپ یہ جان کر خوشی محسوس کریں گے کہ حضرت قبلہؒ کی ڈائریوں پر مشتمل خوبصورت، دیدہ زیب اور دلفریب ۵۰۳ صفحات کی یہ ضخیم دستاویز حضرت مولانا صاحبزادہ خلیل احمد صاحب، سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ نے مرتب کر کے شائع کردی ہے اور یہ خانقاہ سراجیہ سے مل سکتی ہے۔

اسی طرح حضرتؒ کی سوانح پر مشتمل جس کتاب کا وعدہ کیا گیا تھا، وہ کتاب بھی ’’تذکرہ خواجہ خواجگان‘‘ کے نام سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان سے شائع ہوگئی ہے، یہ کتاب ساڑھے تین سو صفحات پر مشتمل ہے اور مجلس کے دفاتر سے مل سکتی ہے۔

اب صرف ہفت روزہ ختم نبوت اور لولاک کے نمبرات اور حضرت قبلہؒ کے رشحات قلم کے وعدہ کا ایفا، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ذمہ باقی رہ گیا تھا، اگر یہ پورا ہو جاتا ہے تو گویا پانچ چھ ماہ میں حضرت قبلہؒ سے متعلق فوری اور ہنگامی طور پر جو تحریری کام کرنے کے تھے، وہ پورے ہو جاتے ہیں۔

قارئین کرام! ہفت روزہ ختم نبوت کراچی کے نمبر کے لئے تیاری شروع کی، سب سے پہلا یہ کام کیا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائم مقام امیر مرکزیہ اور جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے رئیس مخدوم الصلحاء، شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی طرف سے ذیل کا خط مختلف دینی شخصیات اور اہل قلم کو بھیجا گیا:

اس کے جواب میں جو مضامین دفتر ختم نبوت کراچی، دفتر مرکزیہ ملتان اور خانقاہ سراجیہ میں جمع ہوئے، ان سب کی ترتیب قائم کی گئی تو حیرت

ہوئی کہ تمام یا اکثر مضمون نگار حضرات نے اپنے اپنے مضامین کی تین، تین کاپیاں کرا کر کراچی، ملتان اور خانقاہ سراجیہ تینوں جگہ بھجوادیں، تمام مسودہ جب ایک جگہ جمع ہوا، تو ایک کاپی رکھ کر باقی دو کاپیوں کو جب حذف کیا گیا تو دو تہائی حصہ زائد ہونے کے باعث حذف کی نذر ہوگیا، ایک حصہ باقی بچا۔

خانقاہ سراجیہ سے جو مسودہ اور مضامین وغیرہ ملے بعینہٖ وہ تمام کے تمام مجلّہ صفدر گجرات کے ''شیخ المشائخ'' نمبر کے لئے وہ حضرات لے گئے۔

(انہوں نے حضرت قبلہؒ کی یاد میں ساڑھے آٹھ سو صفحات پر مشتمل خوبصورت نمبر شائع بھی کردیا ہے)۔

اب صورت حال کو سامنے رکھ کر فیصلہ کیا گیا کہ ہفت روزہ ختم نبوت کراچی اور ماہنامہ لولاک ملتان دونوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ترجمان ہیں، دونوں کا حلقہ قارئین ایک ہے، علیحدہ علیحدہ دو نمبر شائع کرنے کی بجائے ایک نمبر ماہنامہ لولاک کا ہی شائع کیا جائے جو پیش خدمت ہے۔

۱:... حضرت قبلہؒ کی طرف سے جو تقاریظ مجلّہ صفدر میں شائع ہوئیں وہ آٹھ تھیں، ہم نے اس نمبر میں تیس سے زائد کتب پر حضرتؒ کی تقاریظ جمع کردی ہیں۔

۲:... حضرت قبلہؒ کے مکتوبات گرامی اس نمبر میں دو صد سے زائد صفحات پر مشتمل ہیں۔

۳:... مجلّہ صفدر میں حضرت قبلہؒ کے خطبات صدارت اور حضرت قبلہؒ کے انٹرویو، حضرت قبلہؒ کی پریس کانفرنسیں، حضرت قبلہؒ کے ردِ قادیانیت پر رسائل سرے سے شامل نہیں تھے، اس نمبر میں ان کو شامل کیا گیا ہے۔ اس خصوصی نمبر میں ہم نے مجموعی طور پر تین سو سے زائد صفحات حضرت قبلہؒ کی اپنی تحریروں کے شامل کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ (ان تفصیلات سے یہ عرض کرنا مقصود ہے کہ حضرت قبلہؒ کے رشحات قلم کو علیحدہ کتابی شکل دینے کی بجائے اسی نمبر میں سمودیا ہے)۔

۴:... مجلّہ صفدر میں حضرت قبلہؒ کے مشائخ و خلفاء کے حالات پر بیس صفحات سے زائد کا مضمون تھا، ہم نے اس نمبر میں اس موضوع کو سرے سے ہی نہیں چھیڑا۔

۵:... حضرت قبلہؒ فتنوں کے تعاقب میں، اس موضوع پر مجلّہ صفدر میں چونسٹھ صفحات کا مضمون شامل کیا گیا ہے، اس نمبر کو ہم نے اس موضوع سے خالی رکھا ہے۔

۶:... میر کارواں کی رحلت، یہ مضمون مجلّہ صفدر میں نوے صفحات کو گھیرے ہوئے ہے، ہم نے اس نمبر میں اسے سرے سے شامل نہیں کیا، کیونکہ یہ لولاک میں قسط وار پہلے شائع ہوچکا ہے۔

۷:... مجلّہ صفدر کے ابتدائی چون صفحات میں سے اس نمبر میں ان سے کوئی چیز شامل نہیں کی گئی۔

اس فرق کو ظاہر کرنے کا مقصد صرف اتنا ہے کہ ماہنامہ لولاک ملتان کا یہ نمبر بالکل ایک نئی دستاویز ہے اور اس کی خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں:

۱:... بہت سارے مضامین پہلی بار شائع ہورہے ہیں۔

۲:... اس نمبر میں شامل حضرت قبلہؒ کے رشحات قلم کو زیادہ سے زیادہ جگہ دی گئی ہے جو کئی سو صفحات پر مشتمل ہیں۔

۳:... حضرت قبلہؒ کی سوانح سے ہٹ کر دیگر موضوعات سے مکمل اجتناب برتا گیا ہے۔

۴:... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ ہونے کے ناتے سے جو آپ کی گراں قدر خدمات تھیں، سب کا اس میں احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۵:... تمام مضامین میں زوائد کو بڑے کھلے دل کے ساتھ حذف کیا گیا ہے۔

۶:... اس نمبر میں حضرت قبلہؒ کے اسّی خطوط جو حضرت خواجہ صاحبؒ نے اپنے بڑے صاحبزادہ مولانا عزیز احمد کو تحریر فرمائے، پہلی بار اشاعت پذیر ہورہے ہیں۔

۷:... حضرت قبلہ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مشن کا وارث بنایا تھا۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے بھی اپنی زندگی میں حکمرانوں کو راہ راست پر لانے کے لئے خطوط لکھے، یہی کام حضرت قبلہؒ سے بھی اللہ تعالیٰ نے لیا، آپ نے بھی حکمرانوں کو خطوط لکھے، بحمد ہ تعالیٰ پہلی بار وہ تمام خطوط اس نمبر میں یکجا شائع کئے جارہے ہیں۔

۸:... حضرت قبلہؒ کے مزاج مبارک میں اخفاء تھا، ہم نے بھی اس نمبر میں حضرت قبلہؒ کے مزاج مبارک کو سامنے رکھ کر صرف حقائق سے بحث کی ہے، باقی زوائد سے صرف نظر کیا ہے۔

۹:... حضرت قبلہ کی عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے جو گراں قدر خدمات ہیں، ان کا مکمل تذکرہ تو آپ کو ''تذکرہ خواجہ خواجگان'' کتاب یا دوسری جگہ پڑھنے کو ملے گا، لیکن اس نمبر میں بھی اس پر بہت سارا مواد آگیا ہے۔ البتہ اس نمبر میں پہلی بار حضرت قبلہؒ کے مقام تصوف کی ایک جھلک دکھانے کے لئے ایک ضخیم مضمون ''آفتاب معرفت'' کو شامل کیا گیا ہے۔

۱۰:... ہم نے حضرت قبلہ خواجہ صاحبؒ پر مضامین کی ابتدا حضرت ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر دامت برکاتہم کے مضمون ''ایک عالم، ایک مربی'' سے اور اختتام مولانا احمد یوسف بنوری زید مجدہ کے مضمون ''حریم نبوت کا پاسبان'' پر کیا ہے، اس لئے کہ حضرت قبلہ خواجہ صاحبؒ کی تمام تر محنت، جدوجہد اور کوشش وکاوش کا محور محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ کی نیابت ہی رہا ہے۔ چنانچہ مضامین کا آغاز واختتام بھی حضرت بنوریؒ کی یادگار جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے حضرات کے مضامین سے کیا گیا۔

۱۱:... حضرت قبلہؒ کے زمانہ میں مجلس کے جو ملکیتی دفاتر تعمیر ہوئے، ان کی تصاویر بھی پہلی بار اس نمبر میں دی جارہی ہیں۔

ان تفصیلات کے ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ امکانی طور پر اس نمبر کو جدید دستاویز یا حضرت قبلہؒ کی سوانح کے حوالہ سے انسائیکلوپیڈیا بنانے کی کوشش کی گئی ہے، جو چیزیں پہلے کہیں چھپ چکی تھیں، حتی الامکان ان کو اس میں شامل نہیں کیا گیا، البتہ کہیں ضرورت کے تحت مثلاً تعزیتی پیغامات یا تعزیتی مضامین یا رسائل میں شائع شدہ مضامین کو جمع کرنے کے حوالہ سے جو پہلے سے شائع شدہ چیزیں تھیں، وہ ضرورت کے تحت شامل کی گئی ہیں، اس لئے کہ ان کو لانا ہماری مجبوری تھی، ورنہ اس کے بغیر نمبر کی جامعیت متاثر ہوتی۔ انشاء اللہ العزیز! آج تک اکابر علماء کرام، مشائخ عظام کی شخصیات پر جو نمبر شائع ہوئے ہیں، ماہنامہ لولاک کا یہ نمبر بھی اس فہرست میں ایک یادگار اضافہ کا باعث ہوگا۔

ہروہ شخص جس نے اس نمبر کی تیاری میں جو بھی تعاون کیا، ہم ان سب کے لئے دعا گو ہیں کہ اللہ رب العزت انہیں دارین کی سعادتیں نصیب فرمائیں، بالخصوص مولانا مفتی خالد محمود، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، عبداللطیف طاہر، مولانا قاضی احسان احمد، محمد انور رانا، سید انوار الحسن، محمد عامر صدیقی، محمد طلحہ طاہر، محمد وسیم غزالی اور محمد فیصل عرفان، ان حضرات نے اس نمبر کی تیاری میں دن رات ایک کردیئے۔ ح تعالیٰ شانہ سب کو اپنی رحمتوں سے وافر حصہ نصیب فرمائیں۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

خواجۂ خواجگانؒ سے چند یادگار ملاقاتیں

حضرت مولانا عبدالرحمٰن اشرفی، لاہور

کسی شخصیت کو دیکھنے اور پرکھنے کے لئے یہ بات دیکھنا بہت ضروری ہوتی ہے کہ یہ شخص دین دار کس درجے میں ہے؟

دین کے پانچ شعبہ جات ہیں:

۱:... عقائد،

۲:... عبادات،

۳:... معاملات،

۴:... معاشرت،

۵:... اخلاقیات۔

خواجۂ خواجگان، قطب الاقطاب، شیخ المشائخ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے روح رواں، کئی دینی وروحانی مراکز کے مربی وسرپرست اعلیٰ حضرت مولانا خواجہ خان محمد ؒ، دین کے تمام شعبہ جات میں عجیب کمالات رکھتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو دین کے ہر شعبہ کے نور سے منور کیا تھا، دین کے تمام شعبوں کی جان اخلاق ہیں اور اخلاق کی جان عاجزی وانکساری ہے، خواجہ صاحب مرحوم تمام کمالات ظاہری وباطنی سے متصف ہونے کے باوجود کامل درجے کے عاجز اور منکسر المزاج آدمی تھے، جس طرح پھل دار ٹہنی جھکی رہتی ہے، اسی طرح یہ عظیم صاحب کمال آدمی بھی جھکا ہوا اور سراپا عجز وانکسار تھا۔

انسان ہونے کے ناطے غصہ آہی جاتا ہے، خصوصاً جب کوئی شخص کوئی معرکہ سرکررہا ہو تو ایسے عالم میں مختلف الخیال، مختلف الاذہان، متنوع مزاج لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے، مگر آپ کبھی کسی پر غصہ نہیں ہوئے، سنت کے مطابق مسکرا کر بات کرتے تھے، سالہا سال سے عالم شباب سے تادم واپسیں وہ ایسی جماعت کے سربراہ رہے جس کے رضاکار بلامبالغہ دنیا بھر میں موجود ہیں، پاکستان میں تو اس عظیم جماعت کا مرکز ہے، ساری جماعت کو حکمت عملی سے، دانائی سے، اخلاص سے چلانا خواجہ صاحبؒ ہی کا کام تھا، ان کی سراپا عجز وانکسار شخصیت ہی کا کمال تھا کہ ہزاروں افراد اس جماعت کے پرچم تلے اکٹھے ہوئے ''فرماگئے یہ ہادی لا نبی بعدی'' کی گونج سے ساری فضائیں معطر ہوجایا کرتی تھیں۔

خواجہ صاحبؒ گفتار کے نہیں کردار کے غازی تھے، وہ تقریریں نہیں کرتے تھے، ان کی نگاہ مرد مومن کی نگاہ تھی، جس سے ہزاروں لوگوں کی زندگیوں میں انقلاب آیا، وہ اپنے قریب آنے والے لوگوں سے بہت دھیمے لہجے میں بات کرتے تھے، اسی دھیمے پن کی بدولت ہی ہزاروں انسان راہ راست پہ آگئے، ختم نبوت کے حوالے سے منعقد ہونے والی کانفرنسوں کی صدارت کرتے، ان کے سامنے بڑے بڑے خطباء اپنی جولانیٔ خطابت سے حاضرین کو مسحور کرتے تھے، مگر وہ اپنی عقابی نگاہ سے کام لیتے تھے۔

خواجہ صاحبؒ نے بے شمار بار بیت اللہ شریف کی زیارت کی، ایک بار خوش قسمتی سے میں ان کے ساتھ تھا، عرفات کے میدان میں ہم موجود تھے، کچھ فاصلے پر صوفیائے شام غالباً شاذلیہ سے ان کا تعلق تھا، وہ میدان عرفات میں ذکر جلی میں مصروف تھے، میں نے ان کو ذکر کرتے دیکھا، وہ لوگ رکوع میں دائیں بائیں جھوم جھوم کر ذکر کر رہے تھے، پورے وجود کو حرکت دے رہے تھے، اور بآواز بلند یہ کلمات ادا کررہے تھے:

یَا مُتَجَلِّی اِرْحَمْ ظُلِّی

یَا مُتَعَالِی اِرْحَمْ حَالِی یَا اللّٰہ!

یہ لوگ قیام کرتے، پھر رکوع میں جاکر ادھر ادھر جھومتے تھے، میں اپنی آنکھوں سے یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا، پھر حضرت خواجہ صاحبؒ کی خدمت میں، میں نے ان صوفیاء کی پوری نقل اتاری، جس طرح وہ کرتے تھے، میں نے بھی ایسے ہی کیا اور حضرت خواجہ صاحبؒ کو بتایا کہ حضرت آپ بھی ذکر کرتے ہیں، مگر مجھے آج بہت مزہ آیا، میں نے عملی طور پر نقل اتاری، وہ بہت محبت والے انسان تھے، انہوں نے اس طرح اور اس انداز کو پسند کیا، ان کا سب سے بڑا کمال عاجزی تھا، شاید اس عاجزی کے باعث انہوں نے شاذلیہ کے طریقۂ ذکر کی نقل دیکھ کر بھی برا نہیں منایا۔

ایک بار چناب نگر میں ختم نبوت کانفرنس ہورہی تھی، اپنی روایت کے مطابق انسانی سمندر ٹھاٹھیں ماررہا تھا، خواجہ صاحبؒ اس کانفرنس میں نہیں تھے، نقیب کانفرنس نے خطاب کے لئے مجھے

دعوت دی، میں نے تقریر ختم کی تو ختم نبوت کے ایک بڑے مبلغ مولانا تاج محمودؒ اٹھ کھڑے ہوئے اور بے ساختہ اعلان کردیا کہ اس سال ہونے والی کانفرنس میں سب سے اول تقریر یہی ہے، خواجہ صاحبؒ نے مجھ سے پوچھا کہ آپ نے کیا تقریر کی تھی کہ انہوں نے اول نمبر قرار دیا؟ میں نے خواجہ صاحبؒ کو بتایا کہ حضرت! دراصل یہ میری تقریر نہ تھی بلکہ یہ میرے استاذ، استاذ الاساتذہ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کی تقریر تھی، یہ میرے استاذؒ کی نزول عیسیٰ پر تقریر تھی، جسے میں نے نقل کیا ہے۔ اول، میں اور میری تقریر نہیں، بلکہ میرے استاذ اور ان کی تقریر ہے، میں نے تو صرف نقل کی ہے، نقل کرنے کا مجھے حصہ ملا ہے۔ حضرت خواجہ صاحبؒ اس بات پر بہت خوش ہوئے کہ اس نے اچھی تقریر کرنے کے باوجود استاذ کی طرف منسوب کی ہے۔ بعد میں ایک بار سفیر ختم نبوت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ کے مدرسہ میں جلسہ تھا، مولانا نے مجھے بھی دعوت دی تھی، خطاب سے پہلے مولانا چنیوٹیؒ مجھے کہنے لگے کہ وہی چناب نگر والی تقریر کریں، میں نے وہی تقریر دہرائی تو مولانا چنیوٹیؒ نے مجھے کہا کہ آج یوں لگتا ہے کہ حضرت مولانا قاسم علی نانوتویؒ کی روح تمہارے اندر لوٹ آئی ہے۔

عاجزی وانکساری کے علاوہ دیگر شعبہ جات میں بھی وہ کمال رکھتے تھے، ان کا تقویٰ قابل تقلید تھا، رمضان المبارک میں اہتمام کے ساتھ تراویح میں قرآن سماعت فرماتے تھے، اگر حافظ قرآن کی غلطی آگئی تو آپؒ نے فرمایا کہ دوبارہ لوٹاؤ، اکثر تو ایسا ہوتا کہ تراویح سحری تک چلی جاتی، اللہ کے اس شیر کا تقویٰ کس انداز میں تھا، انہوں نے ہر حال میں اسے نبھایا، مجھے ان کی تمام صفات میں عاجزی بہت پسند ہے، عاجزی ہمارے اکابر کا طغرۂ امتیاز ہے، اسی لئے کہا جاتا ہے ”مشاہدہ بقدر المجاہدہ اور العطایا علی البلایا۔“

ایک بار ایک جگہ پر حضرت خواجہ بھی تھے اور حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ بھی تھے، مولانا سرفرازؒ نے خواجہ صاحبؒ کو کہا کہ مولانا! آپ کو پتہ ہے کہ میری عمر آپ کی عمر سے بڑی ہے؟ حضرت خواجہؒ نے فی البدیہہ جواب دیا کہ حضرت! آپ ہر اعتبار سے بڑے ہیں۔

میں پہلے ہی عرض کرچکا ہوں کہ آپ بہت کم گفتار تھے، زیادہ باتیں کرنا ان کی عادت نہ تھی، وہ دوسروں کی باتیں سنتے تھے، دوسروں کی کارگزاریاں سنتے تھے، زیر لب مسکراتے تھے، اچھے کارناموں پر داد وتحسین پیش کرتے تھے، کسی غیر شرعی بات پر اصلاح کرتے تھے۔ خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ فرماتے ہیں:

کچھ نہیں، سب کچھ ہے یارو
اور سب کچھ، کچھ نہیں

یعنی عاجزی بڑی چیز ہے، یہی عاجزی ہماری اکابر کا امتیازی وصف وعلامت تھی، میرے والد ماجد (حضرت مفتی محمد حسنؒ بانی جامعہ اشرفیہ) نے فرمایا کہ میں حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ کی خاص مجلس میں تھا جو کہ لکھنؤ میں تھی، خاص مجلس صبح نو بجے ہوا کرتی تھی، اس میں اُن کے خلفا آتے تھے، دوسرے وقت میں عمومی مجلس ہوتی، جس میں عامۃ الناس آتے تھے، حضرت تھانویؒ نے اس مجلس میں فرمایا: میرے گناہ گار کانوں نے خود سنا، فرمایا:

”میں روزے سے ہوں، میں
بقسم کہتا ہوں، تم باور کرو کہ سارے
عالم میں مجھ کو مجھ سے کوئی رذی معلوم
نہیں ہوتا، سب سے کم درجے میں میں
ہوں۔“

یہ چند شکستہ سے کلمات عالمی مجلس ختم نبوت کے حضرات کے ارشاد پہ لکھ دیئے ہیں، میں مولانا کے فضائل وخصائل بیان کرنے سے اپنے کو عاجز پاتا ہوں، اللہ تعالیٰ ہمیں خواجہ صاحبؒ کی طرح ختم نبوت کے لئے صبح وشام کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

☆☆..........☆☆

قادیانی ایک جھوٹے نبی کو مان کر ایمان کی دولت سے محروم ہوگئے: قاضی احسان احمد

اسٹیل ٹاؤن کراچی (مولانا محمد صادق شاہ) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسٹیل ٹاؤن کے زیر اہتمام ۱۶؍رمضان المبارک ۲۷؍اگست ۲۰۱۰ء بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عصر جامع مسجد المصطفیٰ اسٹیل ٹاؤن میں تحفظ ختم نبوت کے نام سے ایک پروگرام منعقد کیا گیا۔ تلاوت کلام پاک اور ہدیہ نعت پیش کرنے کے بعد مبلغ ختم نبوت مولانا قاضی احسان احمد کا ولولہ انگیز خطاب ہوا۔ سامعین کی کثیر تعداد سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ قادیانی حضرات نے اپنے ایمان کی دولت کو ایک جھوٹے نبی مرزا قادیانی لعین کی خاطر برباد کردیا ہے اور نوجوانوں کو بیرون ملک بھیجنے اور مالی امداد کا جھوٹا لالچ دے کر ان کو ایمان سے اور باہر جاکر دنیاوی مفاد سے بھی محروم کردیتے ہیں۔ اس پروگرام میں علما، طلبا اور عوام الناس کی بڑی تعداد نے شرکت کی اور جلسہ کے اختتام پر افطاری کا انتظام مقامی کمیٹی تحفظ ختم نبوت اسٹیل ٹاؤن کی جانب سے کیا گیا۔ اللہ رب العزت تمام ساتھیوں کی کاوشوں کو قبول فرمائے اور ہم سب کو تحفظ ختم نبوت کے مشن کو دوسروں تک پہنچانے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

ذکر اللہ کے فوائد

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ

حافظ ابن قیمؒ ایک مشہور محدث ہیں' انہوں نے ایک مبسوط رسالہ عربی میں "الوابل الصیب" کے نام سے ذکر کے فضائل میں تصنیف کیا ہے' جس میں وہ فرماتے ہیں کہ ذکر میں سو سے بھی زیادہ فائدے ہیں' ان سے نمبروار اناسی فائدے انہوں نے ذکر فرمائے ہیں' جن میں سے چند کو مختصراً اس جگہ نقل کیا جاتا ہے اور چونکہ بہت سے فوائد ان میں سے ایسے ہیں جو کئی فائدوں پر مشتمل ہیں' اس لحاظ سے یہ اپنی اصل تعداد سے زیادہ پر مشتمل ہے:

(۱) ذکر شیطان کو دفع کرتا ہے اور اس کی قوت کو توڑتا ہے' (۲) اللہ جل شانہ کی خوشنودی کا سبب ہے' (۳) دل سے فکر وغم کو دور کرتا ہے' (۴) دل میں فرحت سرور اور انبساط پیدا کرتا ہے' (۵) بدن کو اور دل کو قوت بخشتا ہے' (۶) چہرے اور دل کو منور کرتا ہے' (۷) رزق کو کھینچتا ہے' (۸) ذکر کرنے والے کو ہیبت اور حلاوت کا لباس پہناتا ہے یعنی اس کے دیکھنے سے رعب پڑتا ہے اور دیکھنے والوں کو حلاوت نصیب ہوتی ہے' (۹) اللہ تعالیٰ شانہ کی محبت پیدا کرتا ہے اور محبت ہی اسلام کی روح اور دین کا مرکز ہے اور سعادت اور نجات کا مدار ہے' جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ کی محبت تک اس کی رسائی ہو' اس کو چاہئے کہ اس کے ذکر کی کثرت کرے' جیسا کہ پڑھنا اور تکرار کرنا علم کا دروازہ ہے' (۱۰) ذکر سے مراقبہ نصیب ہوتا ہے جو مرتبہ احسان تک پہنچا دیتا ہے' یہی مرتبہ ایسا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسی نصیب ہوتی ہے گویا اللہ جل جلالہ کو دیکھ رہا ہے' (۱۱) اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع پیدا کرتا ہے' جس سے رفتہ رفتہ یہ نوبت آجاتی ہے کہ ہر چیز میں حق تعالیٰ شانہ اس کی جائے پناہ اور ماویٰ وملجا بن جاتے ہیں اور ہر مصیبت میں اسی کی طرف توجہ ہو جاتی ہے' (۱۲) اللہ کا قرب پیدا کرتا ہے اور جتنا ذکر میں اضافہ ہوتا ہے' اتنا ہی قرب میں اضافہ ہوتا ہے اور جتنی ذکر سے غفلت ہوتی ہے اتنی ہی اللہ سے دوری ہوتی ہے' (۱۳) اللہ کی معرفت کا دروازہ کھولتا ہے' (۱۴) اللہ جل شانہ کی ہیبت اور اس کی بڑائی دل میں پیدا کرتا ہے اور اللہ کے ساتھ حضوری پیدا کرتا ہے' (۱۵) اللہ جل شانہ کی بارگاہ میں ذکر کا سبب ہے' چنانچہ کلام پاک میں ارشاد ہے: "فاذکرونی اذکرکم" اور حدیث میں وارد ہے: "من ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی" اگر ذکر میں اس کے سوا اور کوئی بھی فضیلت نہ ہوتی' تب بھی شرافت اور کرامت کے اعتبار سے یہی ایک فضیلت کافی تھی چہ جائیکہ اس میں اور بھی بہت سی فضیلتیں ہیں' (۱۶) دل کو زندہ کرتا ہے۔ حافظ ابن تیمیہؒ کہتے ہیں کہ اللہ کا ذکر دل کے لئے ایسا ہے جیسا مچھلی کے لئے پانی' خود غور کرلو کہ بغیر پانی کے مچھلی کا کیا حال ہوتا ہے' (۱۷) دل اور روح کی روزی ہے' اگر ان دونوں کو اپنی روزی نہ ملے تو ایسا ہے جیسا کہ بدن کو اس کی روزی (یعنی کھانا) نہ ملے' (۱۸) دل کو زنگ سے صاف کرتا ہے' جیسا کہ حدیث میں بھی وارد ہوا ہے' ہر چیز پر اس کے مناسب زنگ اور میل کچیل ہوتا ہے' دل کا میل اور زنگ خواہشات اور غفلت ہیں' یہ اس کے لئے صفائی کا کام دیتا ہے' (۱۹) لغزشوں اور خطاؤں کو دور کرتا ہے' (۲۰) بندہ کو اللہ جل شانہ سے جو وحشت ہو جاتی ہے' اس کو دور کرتا ہے کہ غافل کے دل پر اللہ کی طرف سے ایک وحشت رہتی ہے جو ذکر ہی سے دور ہوتی ہے' (۲۱) جو اذکار بندہ کرتا ہے وہ عرش کے چاروں طرف بندہ کا ذکر کرتے رہتے ہیں جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے' (۲۲) جو شخص راحت میں اللہ جل شانہ کا ذکر کرتا ہے' اللہ جل شانہ مصیبت کے وقت اس کو یاد کرتا ہے' (۲۳) اللہ کے عذاب سے نجات کا ذریعہ ہے' (۲۴) سکینہ اور رحمت کے اترنے کا سبب ہے اور فرشتے ذکر کرنے والے کو گھیر لیتے ہیں' (۲۵) اس کی برکت سے زبان غیبت' چغل خوری' جھوٹ' بدگوئی اور لغوگوئی سے محفوظ رہتی ہے' چنانچہ تجربہ اور مشاہدہ سے ثابت ہے کہ جس شخص کی زبان اللہ کے ذکر کی عادی ہو جاتی ہے' وہ ان اشیاء سے عموماً محفوظ رہتا ہے اور جس کی زبان عادی نہیں ہوتی وہ ہر نوع کی لغویات میں مبتلا رہتا ہے' (۲۶) ذکر کی مجالس فرشتوں کی مجالس ہیں' غفلت کی مجالس شیطان کی مجالس ہیں' اب آدمی کو اختیار ہے جس قسم کی مجلسوں کو چاہے پسند کرلے اور ہر شخص اسی کو پسند کرتا ہے جس سے مناسبت رکھتا ہے' (۲۷) ذکر کی وجہ سے ذکر کرنے والا بھی سعید (نیک بخت) ہوتا ہے' اور اس کے پاس بیٹھنے والا بھی اور غفلت یا لغویات میں مبتلا ہونے والا خود بھی بد بخت ہوتا ہے اور اس کے پاس بیٹھنے والا بھی' (۲۸) قیامت کے دن حسرت سے محفوظ رکھتا ہے' اس لئے حدیث میں آیا ہے کہ ہر وہ مجلس جس میں اللہ کا ذکر نہ ہو' قیامت کے دن حسرت اور نقصان کا سبب ہے' (۲۹) ذکر کے ساتھ اگر تنہائی کا رونا بھی نصیب ہو جائے تو قیامت کے دن کی تپش

اور گرمی میں جبکہ ہر شخص میدان حشر میں بلبلا رہا ہوگا' یہ عرش کے سایہ میں ہوگا' (۳۰) ذکر میں مشغول رہنے والوں کو ان سب چیزوں سے زیادہ ملتا ہے جو دعائیں مانگنے والوں کو ملتی ہیں' حدیث میں اللہ جل شانہ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جس شخص کو میری ذکر نے دعا سے روک دیا' اس کو میں دعائیں مانگنے والوں سے افضل عطا کروں گا' (۳۱) باوجود سہل ترین عبادت ہونے کے تمام عبادتوں سے افضل ہے' اس لئے کہ زبان کو حرکت دینا بدن کے اور تمام اعضاء کو حرکت دینے سے سہل ہے' (۳۲) اللہ کا ذکر جنت کے پودے ہیں' (۳۳) جس قدر بخشش اور انعام کا وعدہ اس پر ہے اتنا کسی اور عمل پر نہیں ہے' چنانچہ ایک حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص: ''لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئی قدیر '' سو مرتبہ کسی دن پڑھے تو اس کے لئے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ہوتا ہے اور سو نیکیاں اس کے لئے لکھی جاتی ہیں اور سو برائیں اس سے معاف کردی جاتی ہیں اور شام تک شیطان سے محفوظ رہتا ہے اور دوسرا کوئی شخص اس سے افضل نہیں ہوتا مگر وہ شخص کہ اس سے زیادہ عمل کرے' اسی طرح اور بہت سی احادیث ہیں' جن سے ذکر کا افضل اعمال ہونا معلوم ہوتا ہے' (۳۴) دوام ذکر کی بدولت اپنے نفس کو بھولنے سے امن نصیب ہوتا ہے' جو سبب ہے دارین کی سعادت کا' اس لئے کہ اللہ کی یاد کو بھلا دینا سبب ہوتا ہے خود اپنے نفس کے بھلا دینے کا اور اپنے تمام مصالح کے بھلا دینے کا' چنانچہ ارشاد خداوندی ہے: ''تم ان لوگوں کی طرح نہ بنو جنھوں نے اللہ سے بے پرواہی کی' پس اللہ نے ان کو اپنی جانوں سے بے پرواہ کردیا۔'' یعنی ان کی عقل ایسی ماری گئی کہ اپنے حقیقی نفع کو نہ سمجھا اور جب آدمی اپنے نفس کو بھلا دیتا ہے تو اس کے مصالح سے غافل ہو جاتا ہے اور یہ سب ہلاکت کا سبب بن جاتا ہے جیسا کہ کسی شخص کی کھیتی ہو یا باغ ہو اور اس کو بھول جائے' اس کی خبرگیری نہ کرے تو لامحالہ وہ ضائع ہو جائے گا اور اس سے امن جب ہی مل سکتا ہے' جب اللہ کے ذکر سے زبان کو ہر وقت تروتازہ رکھے اور ذکر اس کو ایسا محبوب ہو جائے جیسا کہ پیاس کی شدت کے وقت پانی اور بھوک کے وقت کھانا اور سخت گرمی اور سخت سردی کے وقت مکان اور لباس' بلکہ اللہ کا ذکر اس سے زیادہ کا مستحق ہے' اس لئے کہ ان اشیاء کے نہ ہونے سے بدن کی ہلاکت ہے جو روح اور دل کی ہلاکت کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہے' (۳۵) ذکر آدمی کی ترقی کرتا رہتا ہے' بستر پر بھی اور بازار میں بھی' نعمتوں اور لذتوں کے ساتھ مشغولی میں بھی اور کوئی ایسی چیز نہیں جو ہر وقت ترقی کا سبب بنتی ہو' حتی کہ جس کا دل نور ذکر سے منور ہو جاتا ہے وہ سوتا ہوا بھی غافل شب بیداروں سے بڑھ جاتا ہے' (۳۶) ذکر کا نور دنیا میں بھی ساتھ رہتا ہے اور قبر میں بھی ساتھ رہتا ہے اور آخرت میں پل صراط پر آگے آگے چلتا ہے' حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے: ''ایسا شخص جو پہلے مردہ یعنی گمراہ تھا' پھر ہم نے اس کو زندہ یعنی مسلمان بنا دیا اور اس کو ایسا نور دے دیا کہ وہ اس نور کو آدمیوں میں لئے ہوئے پھرتا ہے' یعنی وہ نور ہر وقت اس کے ساتھ رہتا ہے' کیا ایسا شخص بدحالی میں اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو گمراہیوں کی تاریکیوں میں گھرا ہو کہ ان سے نکلنے ہی نہیں پاتا؟'' پس اول شخص مومن ہے جو اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور اس کی محبت اور اس کی معرفت اور اس کے ذکر سے منور ہے اور دوسرا شخص ان چیزوں سے خالی ہے' حقیقت یہ ہے کہ یہ نور نہایت مہتم بالشان چیز ہے اور اسی میں پوری کامیابی ہے' اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طلب اور دعا میں مبالغہ فرمایا کرتے تھے اور اپنے ہر ہر جزو میں نور طلب فرماتے تھے' چنانچہ احادیث میں متعدد دعائیں ایسی ہیں' جن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی دعا فرمائی ہے کہ حق تعالیٰ شانہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گوشت میں' ہڈیوں میں' پٹھوں میں' بال میں' کھال میں' کان میں' آنکھ میں' اوپر نیچے دائیں بائیں' آگے پیچھے نور ہی نور کردے۔ حتی کہ یہ بھی دعا ہے کہ خود مجھ ہی کو سراپا نور بنا دے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہی نور بن جائے' اسی نور کی بقدر اعمال میں نور ہوتا ہے حتی کہ بعض لوگوں کے نیک عمل ایسی حالت میں آسمان پر جاتے ہیں کہ ان پر آفتاب جیسا نور ہوتا ہے اور ایسا ہی نور ان کے چہروں پر قیامت کے دن ہوگا' (۳۷) ذکر تصوف کا اصل اصول ہے اور تمام صوفیہ کے سب طریقوں میں رائج ہے' جس شخص کے لئے ذکر کا دروازہ کھل گیا اور جو اللہ جل شانہ تک پہنچ گیا وہ جو چاہتا ہے پاتا ہے کہ اللہ جل شانہ کے پاس کسی چیز کی بھی کمی نہیں ہے' (۳۸) آدمی کے دل میں ایک گوشہ ہے جو اللہ کے ذکر کے علاوہ کسی چیز سے بھی پر نہیں ہوتا اور جب ذکر دل پر مسلط ہو جاتا ہے تو نہ وہ صرف اس گوشہ کو پر کرتا ہے بلکہ ذکر کرنے والے کو بغیر مال کے غنی کردیتا ہے اور بغیر کنبے اور جماعت کے لوگوں کے دلوں میں عزت والا بنا دیتا ہے اور بغیر سلطنت کے بادشاہ بنا دیتا ہے اور جو شخص ذکر سے غافل ہوتا ہے وہ باوجود مال و دولت کنبہ اور حکومت کے ذلیل ہوتا ہے' (۳۹) ذکر پراگندہ کو مجتمع کرتا ہے اور مجتمع کو پراگندہ کرتا ہے' دور کو قریب کرتا ہے اور قریب کو دور کرتا ہے' پراگندہ کو مجتمع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کے دل پر جو متفرق ''ہموم غموم'' تفکرات پریشانیاں ہوتی ہیں' ان کو دور کرکے جمعیت خاطر پیدا کرتا ہے اور مجتمع کو پراگندہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی میں جو تفکرات مجتمع ہیں' ان کو متفرق کردیتا ہے

اور آدمی میں جو لغزشیں اور گناہ جمع ہو گئے ہیں ان کو پراگندہ کر دیتا ہے اور جو شیطان کے لشکر آدمی پر مسلط ہیں ان کو پراگندہ کر دیتا ہے اور آخرت کو جو دور ہے قریب کر دیتا ہے اور دنیا کو جو قریب ہے دور کر دیتا ہے (۴۰) ذکر آدمی کے دل کو نیند سے جگاتا ہے غفلت سے چوکنا کرتا ہے اور دل جب تک سوتا رہتا ہے اپنے سارے ہی منافع کھوتا رہتا ہے (۴۱) ذکر ایک درخت ہے جس پر معارف کے پھل لگتے ہیں صوفیاء کی اصطلاح میں احوال اور مقامات کے پھل لگتے ہیں اور جتنی بھی ذکر کی کثرت ہوگی اتنی ہی اس درخت کی جڑ مضبوط ہوگی اور جتنی جڑ مضبوط ہوگی اتنے ہی زیادہ پھل اس پر آئیں گے (۴۲) ذکر اس پاک ذات کے قریب کر دیتا ہے جس کا ذکر کر رہا ہے حتی کہ اس کے ساتھ معیت نصیب ہو جاتی ہے چنانچہ قرآن پاک میں ہے کہ ''اللہ جل شانہ متقیوں کے ساتھ ہے'' اور حدیث میں وارد ہے: ''میں اپنے بندے کے ساتھ رہتا ہوں جب تک کہ وہ میرا ذکر کرتا رہتا ہے۔'' ایک حدیث میں ہے کہ میرا ذکر کرنے والے میرے آدمی ہیں میں ان کو اپنی رحمت سے دور نہیں کرتا اگر وہ اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں تو میں ان کا حبیب ہوں اور اگر وہ توبہ نہ کریں تو میں ان کا طبیب ہوں کہ ان کو گناہوں سے پاک کروں نیز ذکر کی وجہ سے جو اللہ جل شانہ کی معیت نصیب ہوتی ہے وہ ایسی معیت ہے جس کے برابر کوئی دوسری معیت نہیں ہے نہ وہ زبان سے تعبیر ہوسکتی ہے نہ تحریر میں آسکتی ہے اس کی لذت وہی جان سکتا ہے جس کو یہ نصیب ہو جاتی ہے (۴۳) ذکر غلاموں کے آزاد کرانے کے برابر ہے اللہ کے راستے میں جہاد کے برابر ہے (۴۴) ذکر شکر کی جڑ ہے جو اللہ کا ذکر نہیں کرتا وہ شکر بھی ادا نہیں کرتا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ جل شانہ سے عرض کیا کہ آپ نے مجھ پر بہت احسانات کئے ہیں مجھے طریقہ بتا دیجئے کہ میں آپ کا بہت شکر ادا کروں اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا کہ جتنا بھی تم میرا ذکر کرو گے اتنا ہی شکر ادا ہوگا۔ دوسری حدیث میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ درخواست ذکر کی گئی ہے: یا اللہ! تیری شان کے مناسب شکر کس طرح ادا ہو؟ اللہ جل شانہ نے فرمایا کہ تمہاری زبان ہر وقت ذکر کے ساتھ تروتازہ رہے۔ ☆☆

والدین کی ذمہ داری

اولاد کے سلسلہ میں مرد وعورت کی مشترک ذمہ داریاں ہیں دونوں کے باہمی تعاون سے بچے کی نشوونما فطری طور پر اچھے انداز میں ہوتی ہے بچے کا دل ودماغ آئینہ کی طرح صاف وشفاف ہوتا ہے لہٰذا اگر والدین نیک ہیں تو عموماً بچہ بھی نیک ہوتا ہے اور صحیح فطرت پر قائم ہوتا ہے والدین کے مذہب، کلچر اور ثقافت کا بھی گہرا اثر بچے کی زندگی پر پڑتا ہے۔ حدیث شریف میں اس کو یوں ادا کیا گیا ہے:

''ہر بچہ اپنی فطرت صحیحہ اسلام پر پیدا ہوتا ہے اس کے والدین اسے یہودی، مجوسی اور مشرک بنا دیتے ہیں۔''

والدین کی ذمہ داری یہاں بڑھ جاتی ہے اس طور پر کہ بچہ کا فطری بہاؤ انحراف شدہ ذہن کا شکار نہ ہو اگر وہ مسلمان ہیں تو بچہ بھی اسلام پر قائم رہے یہ ان کی ذمہ داری ہے اور ماحول اگر مشرکانہ، کافرانہ اور ملحدانہ ہے تو ایسی صورت میں یہ ذمہ داری دو چند ہو جاتی ہے لہٰذا بچہ کی فکر پہلے دن سے ہونی چاہئے جب اس کی زبان کھلنے لگے تو کوشش یہ کرنی چاہئے کہ پہلا کلمہ جو اس کی زبان پر آئے وہ اللہ کا نام ہو بسم اللہ کی سلسبیل سے جو زبان ابتدا میں دھل جائے گی انشاء اللہ توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ شرک وکفر کی غلاظتوں سے پاک وصاف رہے گی۔

اسی لئے مسلم معاشرہ میں اس کا اہتمام رہا ہے کہ جب بچہ بولنے لگتا ہے تو اس کی تسمیہ خوانی کی جاتی ہے یعنی کسی بزرگ یا عالم کی خدمت میں لے جا کر بچہ کی بسم اللہ کرائی جاتی ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب بچہ بسم اللہ پڑھتا ہے تو اس کی مغفرت اس کے والدین اور پڑھانے والے استاذ کی مغفرت ہو جاتی ہے لہٰذا زندگی کی شاہراہ پر اس بسم اللہ کے برکات وثمرات نمایاں طور پر ظاہر ہوتے ہیں۔

آج کا ماحول گندہ اور مشرکانہ ہے شرک دبے پاؤں ہر جگہ پہنچ رہا ہے اور عوامی مقامات پر مجسموں نے شرک کو عام کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے لہٰذا کم از کم اتنا ہو رہا ہے کہ شرک کی قباحت دل سے نکلتی جا رہی ہے حالانکہ کمال ایمان کی علامت یہ ہے کہ شرک اور مظاہر شرک سے دل بیزار ہو اس کی قباحت محسوس کی جائے آخر شیطان کی یہ کوشش ہے کہ مسلم بچوں کے دلوں سے شرو کفر کی قباحت ونفرت دل سے نکال دی جائے۔ حدیث شریف میں آتا ہے:

تین خصلتیں ایسی ہیں جس سے ایمان کی لذت محسوس ہوتی ہے:

''۱:.....اللہ اور اس کے رسول کی محبت سب سے زیادہ ہو۔

۲:.....جس سے بھی محبت ہو اللہ کے لئے اس سے محبت ہو۔

۳:.....کفر سے ایسی نفرت ہو جیسے آگ میں ڈالا جانا۔''

یہ تین خصلتوں کا حامل ایمان کی لذت پائے گا اور ایمان کی لذت ابتلاء وآزمائش کی تلخیوں کو شیریں بنا دیتی ہے پھر کوہ گراں بھی صراط مستقیم سے اسے ہٹا نہیں سکتا ہے۔

بچوں کی تعلیم وتربیت کا انداز غیر اسلامی ہے مخلوط تعلیم نے اس کی غیرت وحمیت کے ساتھ ساتھ ان کی عفت کو داغدار کر دیا ہے والدین کی ذمہ داری ہے کہ بچوں کی جس طرح جسمانی نشوونما کی فکر کی جاتی ہے اس سے کہیں زیادہ ان کی معنوی اور روحانی زندگی کو سنوارنے کی فکر کی جائے ورنہ آنے والا کل ہماری مجرمانہ غفلت کو معاف نہیں کرے گا۔

مولانا محمد خالد غازی پوری ندوی

ذخیرہ اندوزی... ایک لعنت

مولانا عبداللہ حسنی ندوی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نفع کمانے والے کو رزق دیا جاتا ہے اور ذخیرہ اندوزی کرنے والے پر لعنت ہوتی ہے۔'' (رواہ ابن ماجہ والدارمی)

ہمارے معاشرے میں ہر سطح پر یہ عجیب و غریب وبا پھیل چکی ہے کہ جہاں رمضان المبارک قریب آیا وہاں عام ضرورت کی اشیاء کی قلت پیدا کردی جاتی ہے اور پھر منہ مانگے دام وصول کئے جاتے ہیں اس میں بنیادی طریقہ ذخیرہ اندوزی ہے ہر وقت اور ہر قسم کی ذخیرہ اندوزی اسلام میں ممنوع نہیں بلکہ اس کے لئے خاص لفظ ''احتکار'' کا استعمال کیا گیا ہے یعنی اشیاء ضرورت کا اس لئے ذخیرہ کرلینا تاکہ مصنوعی قلت پیدا کر کے منہ مانگے دام وصول کئے جائیں جسے عرف عام میں مہنگائی کہتے ہیں بالفاظ دیگر مہنگائی کے خیال سے ذخیرہ اندوزی احتکار ہے۔

صاحب ہدایہ ''کتاب البیوع'' میں لکھتے ہیں کہ احتکار (ذخیرہ اندوزی) سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص غلہ یا کوئی اور جنس بڑی مقدار میں اس لئے اکٹھی کرلے یا دوسرے سے خرید کر اس لئے جمع کرلے کہ بازار میں اس کی کمی واقع ہو اور مہنگائی ہوجائے اور تمام خریدار ضرورت مند اسی کی طرف رجوع کریں اور خریدار مجبور ہوکر ذخیرہ اندوزی کرنے والے کو اس کی مقرر کردہ قیمت ادا کرے۔ ہاں البتہ اگر اس چیز کی بازار میں کمی نہیں اور نہ اس کے جمع کرنے کی وجہ سے مصنوعی قلت پیدا ہوا اور نہ اس کے جمع کرنے کی وجہ سے قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہو تو یہ ذخیرہ اندوزی نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر فرمایا کہ ذخیرہ اندوزی کرنے والا ملعون ہے۔

لعنت رحمت کی ضد ہے جب معاشرے پر اللہ کی رحمت کے بجائے لعنت نازل ہونے لگے تو پھر رحمت کے آثار غائب ہونے لگتے ہیں اور لعنت کے آثار نظر آتے ہیں رحمت کے آثار یہ ہیں کہ اس رزق میں برکت ہو ایسے رزق کمانے والے کو حقیقی سکون نصیب ہو اور پھر اس حلال روزی کمانے والے کے دل میں نیک کاموں کا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا شوق پیدا ہو لیکن جب معاشرے پر لعنت پڑنے لگے تو اس کے اثرات اس انداز میں نظر آتے ہیں کہ ہزاروں روپے کمائے جارہے ہیں لیکن زبان پر یہ الفاظ سننے میں آتے ہیں کہ اتنا کماتے ہیں پتہ نہیں کہاں جاتا ہے؟ اس کی وجہ برکت کا ہاتھ اٹھ جاتا ہے پھر حرام مال کمانے کے بعد سکون ختم ہوا عبادات کا شوق ہی نہ رہا نیک کاموں کی طرف دل مائل ہی نہیں ہوتا یہ تمام لعنت کے آثار ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو ذخیرہ اندوزی کرتا ہے وہ گناہ گار ہے۔ (رواہ مسلم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کھانے پینے کی چیزیں ذخیرہ اندوزی کر کے مسلمانوں پر مہنگائی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے کوڑھ کے مرض اور محتاجی میں مبتلا کردیتا ہے۔ (رواہ ابن ماجہ)

ابن قدامہ ''المغنی'' باب الاحتکار میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دکاندار کو ذخیرہ اندوزی سے منع فرمایا اور ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کام سے روکنا بھی واضح کیا لیکن وہ باز نہ آیا اور کوڑھی بن گیا۔

صاحب ہدایہ ''کتاب الکراہیہ'' میں لکھتے ہیں کہ جب ذخیرہ اندوز کا مقدمہ قاضی کے سامنے پیش کیا جائے تو وہ ذخیرہ اندوز کو حکم دے کہ وہ اپنے اور اپنے گھر والوں کے کھانے پینے کا خرچہ علیحدہ کر کے جو کچھ بچے اسے بیچ دے اور قاضی اسے ذخیرہ اندوزی سے روک دے اگر وہ تاجر دوبارہ اسی جرم میں ملوث ہو کر عدالت میں آئے تو قاضی اسے قید کردے تاکہ عام لوگوں کو نقصان پہنچنے کا ذریعہ ختم ہوجائے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص چالیس دن ذخیرہ اندوزی کرے اور ذخیرہ اندوزی کا مقصد مہنگائی ہو تو وہ اللہ تعالیٰ سے بری ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے بری ہے۔ (رواہ رزین)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص چالیس دن تک غلہ مہنگائی کے خیال سے ذخیرہ کرے پھر (غلطی کا احساس ہونے پر) وہ تمام غلہ صدقہ کردے پھر بھی اس کی غلطی کا کفارہ ادا نہیں ہوتا۔

(رواہ رزین)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ ذخیرہ اندوز بندہ برا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ بھاؤ سستا کردے تو

غمگین ہوجاتا ہے اور جب مہنگا کر دے تو خوش ہوجاتا ہے۔ (رواہ البیہقی)

ان تمام ارشادات نبویہ اور تعلیمات اسلامی کے پیش نظر یہ بات بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ ذخیرہ اندوزی کتنا گھناؤنا فعل ہے اور پھر اتنا گھٹیا اور برا کام اور وہ بھی رمضان المبارک کے بابرکت دنوں میں ان مبارک لمحات کا تقاضا تو یہ ہے کہ انسان اس کے اندر ثواب کمائے روزہ داروں کے روزے کھلوائے غریبوں کی مدد کرے روزہ داروں کے لئے سہولت پیدا کرے اور اپنے گناہوں کو دھلوائے اور اپنی مغفرت کا سامان کرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کی اس بددعا پر آمین بھی فرمائی کہ برباد ہو وہ شخص جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہوئی۔

ذخیرہ اندوزی کرنے والے ایسے تاجر ہیں جو صرف اپنے مسلمان بھائیوں ہی کا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے مقرب روزہ دار بندوں کا خون چوستے ہیں ایسے تاجروں کو ارشادات نبویہ یاد رہنے چاہئیں ان کے مالوں میں برکت نہیں رہے گی اللہ تعالیٰ انہیں محتاجی اور کوڑھ میں مبتلا کریں گے یہ حرام مال کھائیں گے تو ارشاد نبوی کے مطابق ان کی دعائیں بھی قبول نہ ہوں گی۔ ☆☆☆

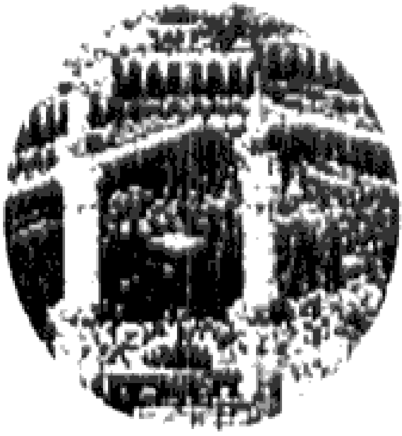

فریضۂ حج بیت اللہ

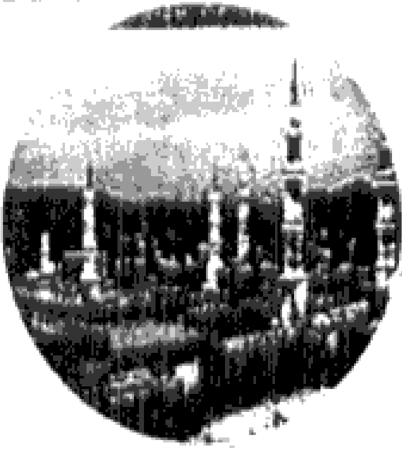

تاج الدین اشعر

فریضۂ حج قسم خدا کی، وہ شان و عظمت لئے ہوئے ہے
کہ ہر عبادت کی روح تنہا یہ اک عبادت لئے ہوئے ہے

دیارِ مکہ کا چپہ چپہ عجیب عظمت لئے ہوئے ہے
زمینِ طیبہ کا ذرّہ ذرّہ خدا کی رحمت لئے ہوئے ہے

ہر اک مسلماں جو دل میں محبوبِ حق کی الفت لئے ہوئے ہے
جو سب خزانوں سے قیمتی ہے وہ ایسی دولت لئے ہوئے ہے

حریم خضرا وہ زیب و زینت وہ نور و نکہت لئے ہوئے ہے
کہ باغِ رضواں بھی اک جھلک دیکھنے کی حسرت لئے ہوئے ہے

وہ جس نے مکہ میں حج کیا ہے، جو شہر طیبہ میں جاچکا ہے
وہ اپنے دامن میں اللہ، اللہ بڑی سعادت لئے ہوئے ہے

جو خوش نصیب آچکا وہاں سے ہے اپنی قسمت پہ ناز اس کو
ابھی تلک جو نہیں گیا ہے وہ دل میں حسرت لئے ہوئے ہے

حرم ہو، عرفات اور منیٰ ہو، صفا ہو، مروہ ہو، مزدلفہ ہو
ہر اک مقام میں اپنی اپنی الگ روایت لئے ہوئے ہے

تمام دنیا کے اہلِ ایماں، تمام نسل و وطن کے انساں
یہاں ہیں یکجا، مگر یہ کثرت بھی ایک وحدت لئے ہوئے ہے

ہوا یہ محسوس مامتا کی مٹھاس زمزم میں گھل گئی ہے
کہ آج تک اس کا پاک پانی عجیب لذت لئے ہوئے ہے

بڑی منور فضا ہے اس کی، بڑی معطر ہوا ہے اس کی
ریاض طیبہ کا گوشہ گوشہ بہارِ جنت لئے ہوئے

نبی ﷺ کی مسجد کی شان یہ ہے نماز جس نے یہاں ادا کی
ہزاروں رکعات کی فضیلت ہر ایک رکعت لئے ہوئے ہے

ہے بیت معمور آسماں پر ہے عکس اس کا بنائے کعبہ
کہ اس جگہ پر زمیں کی پستی فلک کی رفعت لئے ہوئے

اعادہ روح کے متعلق

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ

حضرت مولانا منظور نعمانی نور اللہ مرقدہ

عقیدہ

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ جب میت قبر میں دفن کردی جاتی ہے تو اس کی روح اس کے جسم کی طرف لوٹا دی جاتی ہے۔

(تسکین الصدور:۱۰۷)

اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے، اس لئے ترتیب کے ساتھ دلائل کو ذکر کیا جاتا ہے۔

”وَحَاقَ بِآلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ٥ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْٓا آلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ٥۔“ (المومن)

ترجمہ: ”اور الٹ پڑا فرعون والوں پر بری طرح کا عذاب وہ آگ ہے کہ دکھلاتے ہیں ان کو صبح اور شام اور جس دن قیامت قائم ہوگی حکم ہوگا داخل کرو فرعون والوں کو سخت سے سخت عذاب میں۔“

اس آیت کے متعلق علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”استدل بها على ان الارواح باقية بعد فراق الجساد (فتح الباري، ج:۳،ص:۲۳۳) آیت النار يعرضون الخ ... سے استدلال کیا گیا ہے کہ روح جسم سے نکلنے کے بعد باقی رہتی ہے۔“

۲:”تعاد روحه فى جسده“ ...اس کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے...۔(ابوداؤد،ج:۲،ص:۶۵۳، مشکوٰۃ:۲۶)

۳:”ثم المعذب عند اهل السنة والجماعت الجسد بعينه او بعضه بعد اعادة الروح اليه۔“ (نووی شرح مسلم،ج:۲،ص:۳۸۶)

ترجمہ: ”اہل سنت والجماعت کے نزدیک بعینہ اس جسم یا بعض جسم میں روح کو لوٹا کر عذاب دیا جاتا ہے۔“

تصدیق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماکتب فى هذا التحرير كله صحيح و صواب و موافق العقائد اهل الحق وهم العلماء الديوبنديه والله تعالىٰ ملهم للصدق والصواب.

کتبہ

(مولانا) منظور احمد نعمانی عفی عنہ

۴:”تعاد روح الى الجسد او بعضه“ (فتح الباری،ج:۳،ص:۳۳۵)

ترجمہ: ”روح کو (مکمل) جسم میں یا بعض جسم میں لوٹایا جاتا ہے۔“

۵:”ان الميت يحيىٰ فى قبره للمسئلة“ (فتح الباری،ج:۳،ص:۲۳۰)

ترجمہ: ”میت کو قبر میں سوال کے وقت زندہ کیا جاتا ہے۔“

۶:”ان عود الروح الى جميع اجزا بدنه۔“ (مرقاۃ،ج:۳،ص:۲۵)

ترجمہ: ”روح کو تمام بدن کی طرف لوٹایا جاتا ہے۔“

۷:”ولكل روح بجسدها اتصال معنوى۔“ (مرقاۃ،ج:۳،ص:۲۵)

ترجمہ: ”ہر روح کا جسم کے ساتھ اتصال معنوی ہوتا ہے۔“

۸:”والجمهور علىٰ عود الروح الى الجسد او بعضه وقت السوال“ (روح المعانی،ج:۱۱،ص:۵۷)

ترجمہ: ”جمہور کا مذہب یہ ہے کہ (قبر میں) سوال کے وقت (پورے) جسم یا بعض جسم کی طرف روح کو لوٹایا جاتا ہے۔“

۹:”اتفق سلف الامة ... ردالارواح فى اجسادهم۔“ (کفایۃ القاسم ص:۲۰۲)

ترجمہ: ”امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ارواح کو جسم میں لوٹایا جاتا ہے۔“

۱۰:”ان حيات جميع الموتىٰ بارواحهم واجسامهم فى قبورهم

لاشک فیہا۔" (شفاء السقام، ص:۲۰۵)

ترجمہ: "مردوں کا قبروں میں روح مع الجسم کے ساتھ زندہ ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔"

۱۱: "من یعذب فی القبر یوضع فیہا الحیاۃ۔" (ہدایہ، ج:۲، ص:۵۰۳)

ترجمہ: "قبریں میں جس کو عذاب دیا جاتا ہے، اس میں ایک قسم کی حیات پیدا کی جاتی ہے۔"

۱۲: "قبر سے بھی ان ارواح کا ایک گونہ تعلق قائم رکھا جاتا ہے۔" (تفسیر عثمانی، ۷۸۰)

۱۳: "ہر روح کا اپنے قبر والے جسم سے ایک خاص تعلق رہتا ہے۔" (تفسیر مظہری، ج:۱۲، ص:۳۴۴)

۱۴: "یہ بات کچھ بعید نہیں کہ اصل مستقر ارواح کا علیین اور سجین ہی ہو، مگر ان ارواح کا ایک خاص رابطہ قبروں کے ساتھ بھی قائم ہو، اس رابطے کی حقیقت تو اللہ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا۔" (معارف القرآن، ج:۸، ص:۶۹۸)

۱۵: "توضع فیہ الحیاۃ عند العامۃ بقدر مایحس بالالم۔" (شامی، ج:۳، ص:۱۴۳)

۱۶: "قال اہل السنۃ والجماعۃ عذاب القبر حق الیٰ قال... فیعذب اللحم متصلا بالروح والروح متصلاً بالجسد فیتالم الروح مع الجسد۔" (شامی، ج:۱، ص:۶۱۰)

ترجمہ: "اہل سنت والجماعت فرماتے ہیں کہ عذاب قبر حق ہے، عذاب دیا جاتا ہے گوشت کو جو روح کے ساتھ متصل ہوتا ہے اور روح کو عذاب دیا جاتا ہے جو جسم کے ساتھ متصل ہوتا ہے اور روح جسم کے ساتھ تکلیف محسوس کرتی ہے۔"

۱۷: "کان الحق ان المیت المعذب فی قبرہ توضع فیہ الحیاۃ بقدر مایحس بالالم۔" (فتح القدیر، ج:۴، ص:۴۴۰)

ترجمہ: "حق یہ ہے کہ مردہ میں قبر کے اندر ایک قسم کی حیات پیدا کی جاتی ہے جس سے وہ تکلیف محسوس کرتا ہے۔"

۱۸: "اذا جاز ان یکون المومن قد احیوا فی قبورھم قبل یوم القیامۃ وھم منعمون فیہا جاز ان یحیا الکفار فی قبورھم فیعذبوا۔" (احکام القرآن للجصاص، ج:۱، ص:۹۳)

ترجمہ: "اور جب یہ جائز ہے کہ مومنوں کو قیامت کے دن سے پہلے قبروں میں زندہ کیا جاتا ہے اور وہ قبروں میں راحت پاتے ہیں تو جائز ہے کہ کفار کو بھی قبروں میں زندہ کیا جائے اور عذاب دیا جائے۔"

۱۹: "یجوز ان یخلق اللّٰہ تعالیٰ فی جمیع الأجزاء اوفی بعضھا نوعاً من الحیوۃ قدر مایدرک الم العذاب اولذۃ النعم۔" (شرح عقائد، ۷۷)

ترجمہ: "اور یہ جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ میت کے تمام اجزاء میں یا بعض میں ایک گونہ حیات پیدا کردے جس سے وہ عذاب کا درد اور خوشی کی لذت کا ادراک کرسکے۔"

۲۰: "وحق آنست کہ باحیاء است چنانکہ ظاہر احادیث دال است بواں۔" (اشعۃ اللمعات، ج:۱، ص:۱۱۴)

ترجمہ: "حق یہ ہے کہ (قبر میں) زندہ کرکے عذاب دیا جاتا ہے، جیسا کہ ظاہراً احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں۔"

۲۱: "جسم سے روح کا تعلق رہتا ہے۔" (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، ج:۵، ص:۳۶۲)

۲۲: "عذاب روح پر مع جسم کے ہوتا ہے۔" (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، ج:۵، ص:۳۶۷)

نوٹ:

برادران اسلام! مذکورہ بالا حوالا جات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ مرنے کے بعد قبر میں روح کولوٹا دیا جاتا ہے، نیز یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ اہل سنت والجماعت اعادہ روح کے قائل ہیں، لہٰذا وہ حضرات جو عدم اعادہ روح کے قائل ہیں، ان کو چاہئے کہ خوف خدا فکر آخرت سے دل کو معمور کرکے اپنے نظریہ وعقیدہ پر نظر ثانی کریں کہ ہمارا یہ عقیدہ قرآن وحدیث کے خلاف تو نہیں؟ کیا اس عقیدے کی وجہ سے ہم اہل سنت والجماعت سے نکل تو نہیں جائیں گے، اب ذرا آپ بھی ٹھنڈے دل سے پڑھتے جائیں اور خود فیصلہ کرتے جائیں کہ قرآن وحدیث کس کا ساتھ رہا ہے۔

کتبہ
عبدالصمد
مدرس جامعہ عربیہ مدینۃ العلوم ہالانی روڈ،
محراب پور، ضلع نوشہروفیروز

☆☆......☆☆

برطانیہ کا سفر

آخری قسط

دیارِ حبیب ﷺ سے دیارِ غیر تک

مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ

غرض اس قوم کی خوبیاں ان کے رذائل و حیا سوز اخلاق سے شکست کھا کر ان کی تباہی و بربادی کا سبب بن چکی ہیں' اس لئے اب گوری قوم دل کے ہاتھوں مجبور نظر آتی ہے' جو جی میں آئے وہی کر گزرتی ہے۔ گورے عاشق مزاج برائے نام اور دلدار زیادہ ہیں' یہ دل کا کمال ہی تو ہے کہ بن بیاہی کنواری ماؤں کی تعداد اس ملک میں زیادہ ہے' یہ لوگ دلپسند لباس پہنتے ہیں اور فیشن کے دلدادہ ہیں' فیشن بھی بہت زیادہ ہیں' لباس سے بھی ان کا مقصد بدن ڈھانپنا ہرگز نہیں بلکہ اس کی نمائش ہوتی ہے' نت نئے لباس زیب تن کئے جاتے ہیں' یہ عجیب و غریب لباس دیکھ کر سب سے پہلے تو یہ سوچنا پڑتا ہے کہ انہیں پہنا کیسے گیا ہوگا' کیونکہ یہ لباس جسم سے کچھ اس طرح پیوست ہوتے ہیں کہ جوانی کے تمام آثار نمایاں اور جسم کا انگ انگ حرکت کرتا نظر آتا ہے' اور بلبل کشمیری پکار اٹھتا ہے:

آنکھ نیلی' بال نقلی' چست جامہ مست چال
دلبروں کی ہے یہی پہچان انگلستان میں

یہ ننگوں کی دنیا ہے' یہاں لباس زیب تن کئے ہوئے لوگ شرماتے ہیں' ننگوں کے اس دیس میں بچے' بوڑھے' جوان' مرد' عورتیں سب ہی اس طرح بلا تکلف ننگ دھڑنگ گھومتے پھرتے ہیں جیسے مغل شالامار باغ میں چہل قدمی کر رہے ہوں۔ یہاں ہزاروں مستانی جوانیاں سرعام صبح و شام سڑکوں' چوکوں' چوراہوں' گلی' کوچوں اور بازاروں میں رلتی ہوئی نظر آتی ہیں:

حسن بے گانہ سے احساس جمال اچھا ہے
غنچے کھلتے ہیں تو بک جاتے ہیں بازاروں میں

اور موسم گرما میں یہ بہاریں اس وقت اپنے عروج پر ہوتی ہیں جب یہاں کی گوری مخلوق اپنے ظاہری اور مخفی حسن کے جلوے اولاد آدم کو مفت دکھا کر ان کے ہوش اڑاتی پھرتی ہے' شاید انہیں جلووں کو دیکھنے کی خاطر اکبر الہ آبادی بے چین نظر آتا ہے اور بے تاب ہو کر کہتا ہے:

سدھاریں شیخ کعبہ کو، ہم انگلستان دیکھیں گے
وہ دیکھیں گھر خدا کا، ہم خدا کی شان دیکھیں گے

اس قوم کی جنسی بے راہ روی کے مناظر دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ وہی قوم جس کی شرافت و اخلاق کے مظاہرے ہم دوسرے شعبوں میں دیکھتے ہیں' صرف تفریح گاہوں میں نہیں بلکہ بارونق سڑکوں پر' بس اسٹاپ' پر ہجوم بازاروں' ٹرینوں' بسوں' کاروں' پارکوں' ساحل سمندر اور دیگر پبلک مقامات پر گورے گوریاں' ہاتھ میں ہاتھ' ایک دوسرے کے ساتھ چپکے ہوئے جپھی لگائے سرعام بوس و کنار' ایک دوسرے کو چومتے' چاٹتے اور پھر اس محنت طلب مشقت سے تھک کر کانوں میں آہستہ آہستہ پیار و محبت بھرے بول' بول کر دل کو گرماتے اور شرم و حیاء کا جنازہ نکالتے ہوئے نظر آتے ہیں' اور جب دال گلتی ہوئی نظر آتی ہے تو وہیں پر یا پھر گھنے درختوں کی آڑ میں یا ویرانوں میں چھپ کر یا مکانوں میں گھس کر نامعلوم کیا گل کھلاتے ہیں:

محبت کے لئے کچھ خاص دل مخصوص ہوتے ہیں
یہ وہ نغمہ ہے جو ہر ساز پر گایا نہیں جاتا

زناکاری و شراب نوشی کو اس معاشرے میں ایک مقدس عمل سمجھا جاتا ہے' قدم قدم پر شراب خانے موجود ہیں' نوجوانوں میں منشیات کا عمل اور اس کا استعمال عام ہو رہا ہے' راحت و آسائش کے اسباب' تمدنی سہولیات اور عیش و عشرت کی آسانی کے باوجود' قلبی اطمینان اور روحانی سکون کا یہ عالم ہے کہ بے خوابی کی شکایت عام ہو چکی ہے اور خواب آور ادویہ کا استعمال دن بدن بڑھتا جا رہا ہے۔

اس وقت اس قوم کو ایک ایسی روحانی ہدایت و رہنمائی کی شدید احتیاج و ضرورت ہے جو اسے روحانی سکون عطا کر سکے' اور یہ حقیقت بھی اپنی جگہ ناقابل انکار ہے کہ اہل مغرب کو روحانی ہدایت اسلام کے سوا کہیں اور سے نہیں مل سکتی' اس لئے مغربی دنیا کے غیر مسلموں کے درمیان تبلیغ دین اور دعوت اسلام پیش کرنے کا یہ بہترین موقع اور موزوں ترین زمانہ ہے' روحانیت کے ان پیاسوں کو صراط مستقیم دکھانے اور ان لوگوں پر یہ ثابت کرنے کا مناسب ترین وقت ہے کہ صرف اور صرف اسلام ہی تمہیں ایسی زندگی فراہم کر سکتا ہے کہ جس میں مادی ترقیات' روحانی سکون کے ساتھ شیر و شکر ہو کر

چلیں‘ کیونکہ

نہ دنیا سے، نہ دولت سے، نہ گھر آباد کرنے سے
تسلی دل کو ہوتی ہے خدا کو یاد کرنے سے

مغربی معاشرے میں گوری قوم کی جوانی جتنی رنگین ہے‘ اس کا انجام اتنا ہی بدرنگ و غمگین و سنگین ہے کیونکہ اجتماعی خاندانی نظام نہ ہونے کی وجہ سے رشتہ داروں کے ساتھ محبت و الفت کے تقاضے نایاب ہیں۔ بڑھاپا موت سے بدتر عذاب ہے‘ بوڑھوں کے لئے الگ الگ مراکز قائم ہیں جہاں ان کی دیکھ بھال کی جاتی ہے لیکن وہ اس فطری محبت کے لئے ترستے ہیں جو صرف خونی رشتے کی خاصیت ہے‘ بڑے بڑے مالداروں کے بوڑھے والدین ان مراکز میں بے چارگی کے ساتھ موت کا انتظار کرتے ہیں‘ انہیں کیا خبر کہ مرنے کے بعد کن مراحل سے گزرنا ہوگا:

اب تو گھبرا کر یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کر بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

ان کی اولاد مہینوں بلکہ سالوں تک ان سے ملنے نہیں آتی اور جو بوڑھے گھروں میں رہ جائیں تو تنہائی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوتے ہیں‘ کوئی ان سے بات کرنے والا نہیں ہوتا‘ اکیلے پن، عمری تقاضے اور جسمانی صحت کی وجہ سے وہ گوناگوں مسائل سے دوچار رہتے ہیں اور زندگی کی اداس راتیں گن گن کر پوری کرتے ہیں:

زندگی کی اداس راتوں میں
اک دیا سا ٹمٹماتا ہے
آئے ہوا اسے بھی گل کر دے
ڈھل چکی رات اب کون آتا ہے

کف افسوس ملتے ہوئے گویا ماضی میں گزری ہوئی جوانی کو یاد کر کے یہ کہتے ہوں گے اور کبھی اس کے لوٹ آنے کا تصور کرتے ہوں گے:

تھی فقط غفلت جوانی‘ عیش کا دن کچھ نہ تھا
ہم اسے سب کچھ سمجھتے تھے وہ لیکن کچھ نہ تھا
ہاں دکھا دے اے تصور پھر وہ صبح و شام تو
دوڑ پیچھے کی طرف اے گردش ایام تو

کہا جاتا ہے کہ یورپ میں اگر کسی سے بات کرنے کو جی چاہے تو بات موسم سے شروع کریں‘ کیونکہ موسم یہاں کے ہر آدمی کا پسندیدہ موضوع ہے‘ اگر موسم خراب ہو جو زیادہ تر خراب ہی رہتا ہے‘ تو آہ بھر کر کہیں گے کہ موسم بہت خراب ہے‘ اگر خوش قسمتی سے دھوپ نکل آئے تو پھر ہر فرد پکارتا پھرے گا آج موسم بہت اچھا ہے‘ اس ملک میں دھوپ کم ہی نظر آتی ہے‘ پتہ نہیں شاید سورج بھی سوچتا ہوگا کہ برطانیہ کے ننگوں کو تو شرم نہیں آتی‘ میں ہی شرما کر بادلوں میں چھپ جاؤں‘ اسی بہانے سورج بے چارا اکثر بادلوں میں روپوش رہتا ہے‘ کبھی کبھار دیدار کرانے کی کوشش کرتا ہے لیکن گوری مخلوق کے کرتوت دیکھ کر پھر یہ کہتے ہوئے غائب ہو جاتا ہے:

کبھی مجھ سے کہتے ہیں کہ نیچے رکھو نگاہ اپنی
کوئی ان سے نہیں کہتا کہ نہ نکلو یوں عیاں ہوکر

دھوپ کو یہ لوگ نعمت خداوندی تصور کرتے ہوئے قبول کرتے ہیں‘ سنا ہے بعض امیر و کبیر گورے گوریاں صرف دھوپ تاپنے کی خاطر‘ اسپین جاتے ہیں گرمیوں میں یہاں دن لمبے اور راتیں چھوٹی ہوتی ہیں جبکہ آج کل سردیوں میں معاملہ اس کے برعکس ہے‘ موسم اکثر ابر آلود رہتا ہے‘ جس کی وجہ سے سردی شدید‘ بلکہ ”ہل من مزید“ ہے۔

اکثر اوقات بارش کی رم جھم جاری رہتی ہے اور بعض علاقوں میں برفباری کا عمل جاری ہے‘ اس وقت راقم جہاں بیٹھ کر محو تحریر ہے وہاں بھی کچھ ایسی ہی صورتحال سے موسم دوچار ہے‘ برفباری ہے قلم کی تیز رفتاری ہے‘ تحریر کا عمل جاری ہے‘ برسات ہے‘ آدھی رات ہے‘ پرانی بات ہے‘ یادوں کی سوغات ہے‘ ایک ہی بات ہے‘ اچھے عمل میں نجات ہے۔

اس فراڈی دیس میں سب سے زیادہ قابل رحم حالت میرے خیال میں یہاں کی عورت کی ہے کیونکہ اس بیچاری کو جس طرح بے وقوف بنا کر اس کے ساتھ مکر و فریب کا جو کھیل کھیلا گیا ہے اس کی نظیر ملنی مشکل ہے‘ کہنے کو تو یہ کہا گیا کہ ہم عورت کو مرد کے دوش بدوش لانا چاہتے ہیں‘ لیکن عملاً ہوا یہ کہ معاشرے میں جتنے نچلے درجے کے کام ہیں وہ تمام تر اگر نہ سہی تو بیشتر صرف عورت کے سپرد ہیں‘ دکانوں پر سودا سلف بیچنے کا کام اکثر و بیشتر عورتیں ہی کرتی ہیں‘ دنیا کی کسی چیز کا اشتہار عورت کی عریاں تصویر کے بغیر ناممکن ہے‘ یہاں پر بعض عورتیں دفتر کی ڈبل ڈیوٹی کرنے کے بعد بھی گھر پہنچ کر کھانے پکانے‘ گھر کی صفائی اور بچوں کی نگہداشت کے فرائض انجام دیتی ہیں اور پھر اس کا سماجی رتبہ یہ ہے کہ جس مرد کا دل چاہے اس بیچاری کا دل لبھا کر اس سے دوستی پیدا کرے اور جب تک دل چاہے اس کی قربت سے سرعام لطف اندوز ہوتا رہے اور پھر جب اس سے جی بھر جائے اس بیچاری کو چھوڑ کر کسی اور من پسند تتلی سے راہ و رسم پیدا کر لے‘ اس ظالمانہ معاشرہ میں گویا مرد، عورت سے قدم قدم پر لطف اندوز بھی ہونا چاہتا ہے اور اس کے ذریعہ اپنی تجارت بھی چمکانا چاہتا ہے‘ لیکن اس بیچاری کی کوئی ذمہ داری اٹھانے کو تیار نہیں اور اس خودغرضانہ فراڈ کو سند جواز فراہم کرنے کے لئے اس کا نام تحریک آزادی نسواں رکھ دیا ہے۔ دعویٰ اور عمل میں کتنا تضاد ہے: ”بہ بیں تفاوت‘ از کجا تا بہ کجا“ اس کے برعکس جن معاشروں نے عورت کو گھر کی ملکہ بنا کر اس کے سر پر عفت و عصمت و عظمت کا تاج رکھا ہے‘ ان کے خلاف دقیانوسیت اور پسماندگی کا ڈھنڈورا

پیٹ پیٹ کر مغرب نے اپنے فراڈ کو سند جواز ہی نہیں بلکہ عورت بیچاری کو یہ باور کرا دیا ہے کہ صرف مغرب ہی اس کے حقوق کا علمبردار ہے چنانچہ مغرب کی عورت کی مظلومیت کا دردناک پہلو یہ ہے کہ اس بیچاری کو اپنی مظلومیت کی خبر ہی نہیں ہے اور جن قزاقوں نے اس کی عزت و عصمت کو ملیامیٹ کیا ہے انہیں وہ اپنا نجات دہندہ سمجھنے پر مجبور ہے یہ تصور حقیقت سے کتنا دور ہے کس کو شعور ہے کہ یہ کس کا تصور ہے؟ راقم یہ لکھنے پر مجبور ہے:

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

وطن عزیز پاکستان میں آزادی نسواں کے نام سے تحریکیں چلانے والے نام نہاد حقوق انسانی اور حقوق خواتین کے علمبردار حقیقت میں مسلمان خواتین کو پستی کے اس مقام پر لانا چاہتے ہیں انہیں دین اسلام کی شاہراہ سے ہٹا کر درحقیقت گمراہی کے اس صحرا میں چھوڑنا چاہتے ہیں جہاں پہنچ کر پیچھے مڑنا ان کے لئے ناممکن اور آگے جانا تباہی و بربادی کا باعث بن جائے یہ لوگ حقوق کی آڑ میں عورت کی چادر و چاردیواری کے دشمن اور اس کی عزت و عصمت کے ڈاکو ہیں جن کے قول و فعل اور ہر عمل سے اسلام دشمنی ٹپکتی نظر آتی ہے ان کی رگ رگ میں انگریز سامراج کا خون دوڑتا نظر آتا ہے، جس کی سوچ و فکر لب و لہجہ جن کی زبان و دماغ چال ڈھال جسم کا بال بال انگریز فتنہ ریز کی سازش کا اہم ترین گواہ ہے ایسے لوگوں سے خدا کی پناہ ہے ان کے پیچھے چلنے والی قوم ہمیشہ تباہ ہے:

طاق دل میں چراغ انگریزی
سر کے اندر دماغ انگریزی
چال انگریزی ڈھال انگریزی
جسم کا بال بال انگریزی
جسم ہندی میں جان انگریزی
منہ کے اندر زبان انگریزی
چل رہا ہے گلا تو چل جائے
لہجہ صاحب سے اپنا مل جائے

اے کاش! ہمارے سادہ لوح مسلمان! ان بھیڑ نما بھیڑیوں کے مکر و فریب اور ان کا دجل و فراڈ پہچان سکیں اور ان کے دام فریب میں آنے سے بچ جائیں۔ برطانیہ کے سفر کے دوران قرآن کریم کی یہ آیات اور اس نوعیت کی دیگر کئی آیات قرآنی بار بار کانوں میں گونج کر دعوت غور و فکر دیتی رہی ہیں:

"انما یرید اللہ لیعذبھم فی الحیاۃ الدنیا وترحق انفسھم وھم کافرون۔"

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کو صرف یہ منظور ہے ان چیزوں کی وجہ سے دنیاوی زندگی میں ان کو گرفتار عذاب میں رکھے اور ان کی جان حالت کفر میں نکل جائے۔"

"لایغرنک تقلب الذین کفروا فی البلاد متاع قلیل ثم ماوھم جھنم وبئس المھاد۔"

ترجمہ: "آپ کو دھوکہ نہ دے ان کافروں کا شہروں میں چلنا پھرنا چندروزہ بہار ہے پھر ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا اور وہ بری آرام گاہ ہے۔"

غنیمت سمجھ زندگی کی بہار
کہ آنا نہ ہوگا یہاں بار بار
تیری کرنی کے ملیں گے تجھ کو پھل
آج جو بوئے گا کاٹے گا وہ کل

لندن برمنگھم مانچسٹر گلاسگو بریڈ فورڈ کارڈیف ڈربی لیسٹر گرین ٹاؤن برسٹل بلیک برن ڈک بارز برنلے کراؤلے ایڈنبرا ویکفیلڈ شیفیلڈ نوٹنگھم ہڈرز فیلڈ اسکاٹ لینڈ بولٹن پیٹربرا ہیرنگٹن سوانزی اسالین ڈیوزبری اسٹوک ان ٹرنٹ راٹن اسٹال راچڈیل لیڈز سوٹڈن باتھ گیٹ ٹوٹنگ ساؤتھ آل لٹن اسٹون بالہم ختم نبوت سینٹر اسٹاک ویل گرین اور برطانیہ کے متعدد دیگر چھوٹے بڑے شہروں میں اسلامک سینٹروں اور مساجد میں مسلمانوں کے مذہبی اجتماعات سے عقیدہ ختم نبوت اور فتنہ قادیانیت مسئلہ حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام فضائل رمضان المبارک وغیرہ اور دیگر اصلاحی موضوعات پر لیکچر دینے اور تفصیلی بیان کرنے کا موقع ملا رمضان المبارک کا سارا مہینہ مذکورہ بالا پروگراموں کی تکمیل کی خاطر دن رات سفر میں گزرا رمضان المبارک کے بعد بھی بعض مقامات سے احباب نے رابطہ کرکے پروگرام رکھنے کے لئے اصرار کے ساتھ وقت مانگا چونکہ راقم پاکستان واپسی کا پروگرام بنا چکا تھا اس لئے ان احباب سے معذرت کرتے ہوئے مورخہ ۲۰/جنوری ۲۰۰۰ء کو بذریعہ سعودی ایئر لائنز لندن سے ریاض آیا اور مورخہ ۲۱/جنوری کو ریاض سے کراچی آیا یہاں دو دن قیام کے بعد مورخہ ۲۴/جنوری کو گھر تونسہ شریف روانہ ہوگیا اور وہاں سے ۶/فروری کو روانہ ہوکر ۷/فروری ۲۰۰۰ء کو مع اہل خانہ کراچی آیا۔

اب تو جاتے ہیں میکدے سے میر
پھر ملیں گے اگر خدا لایا
ہم نے طے کیں اس طرح سے منزلیں
گر پڑے، گر کر اٹھے، اٹھ کر چلے
لذیذ بود حکایت دراز تر گفتم

نذیر احمد تونسوی
خادم ختم نبوت کراچی
مورخہ ۹/اپریل ۲۰۰۰ء

☆☆..........☆☆

”قلب سلیم“ ہی اصل ہے

مولانا عبداللہ حسنی ندوی

اصل کامیابی کیا ہے؟

”من زحزح عن النار وادخل الجنة فقد فاز۔“ (سورۂ بقرہ)

ترجمہ: ”جو جہنم سے بچالیا گیا‘ جنت میں پہنچادیا گیا وہ کامیاب ہوگیا۔“

ہماری اصل بنیادی کامیابی یہی ہے‘ ہر شخص کو اپنے ذہن میں یہ بات ہمیشہ تازہ رکھنی چاہئے کہ ہماری اصل کامیابی کیا ہے؟ اتنی بات تو معلوم ہے کہ سب سے بڑی کامیابی جنت کی کامیابی ہے‘ اس سے بڑھ کر کوئی کامیابی نہیں ہے‘ کسان کے لئے بھی‘ ملازم کے لئے بھی‘ معلم کے لئے بھی سب سے بڑی کامیابی یہ ہے کہ وہ جنت میں چلا جائے اور جہنم سے بچ جائے‘ تو ظاہر بات ہے کہ اگر یہ بتادیا جائے کہ فلاں تاجر بڑا کامیاب ہے‘ فلاں کسان بڑا کامیاب ہے‘ فلاں فن کا ماہر بڑا کامیاب ہے‘ اپنے فن میں‘ اپنے پیشہ میں اور آپ کامیابی چاہتے ہیں تو آپ بھاگے ہوئے جائیں گے اس کے پاس کہ بھائی بتاؤ تم کون سا طریقہ اختیار کرتے ہو؟ جس کی بنا پر تم کامیاب ہو؟ آخر وہ کون سا طریقہ ہے آپ اس کی خوشامد کریں گے: بھائی بتادو‘ ساری کامیابیوں میں اتنی بات تو بالکل واضح ہوگئی کہ سب سے بڑی کامیابی آخرت کی کامیابی ہے کہ جنت میں پہنچ جائیں اور جہنم سے بچ جائیں۔

یہ کامیابی کیسے حاصل ہوتی ہے؟

لیکن یہ آخرت کی کامیابی کیسے حاصل ہوتی ہے تو اس کے لئے ایک عام قاعدہ اور بنیادی اصول بتادیا گیا:

”ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزاً عظیما۔“ (الاحزاب:۷۱)

ترجمہ: ”جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا‘ یہ عظیم کامیابی حاصل ہوجائے گی۔“

ظاہر ہے یہ کامیابی ملے گی اس کو جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا‘ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے تو بہت سے شعبے ہیں‘ سینکڑوں شعبے ہیں‘ لیکن ان شعبوں میں کون سا شعبہ اتنا اہم ہے کہ اگر وہ شعبہ رہ جائے اور سارے شعبے چاہے جمع ہوں تو بھی کامیابی نہیں مل سکتی اور اگر وہ شعبہ حاصل ہوجائے اور اس کے اور شعبے مل جائیں تو جتنے شعبے بھی حاصل ہوتے چلے جائیں گے اتنی ہی زیادہ کامیابی بڑھتی چلی جائے گی‘ اسی طرح جتنی چیزیں یا جتنے امور ہیں ان میں کسی نہ کسی چیز کو بنیاد اور اساسی حیثیت حاصل ہوتی ہے‘ مثلاً حج ہے‘ حج کے بہت سے اعمال اور ارکان ہیں‘ لیکن حدیث میں آتا ہے کہ ”الحج عرفة“ اسی سے مسئلہ بھی ہے کہ اگر وقوف عرفہ نہ ہوپائے تو حج نہیں ہوتا‘ اس کے علاوہ جتنے ارکان و اعمال ہیں وہ چھوٹ جائیں یا وقت پر نہ ہوسکیں تو بعد میں کئے جاسکتے ہیں‘ دم دیا جاسکتا ہے‘ آگے پیچھے کیا جاسکتا ہے‘ ان کا بدل ہے لیکن اگر عرفہ کے دن عرفات کے میدان میں کوئی نہ جاسکا اور نہ ٹھہر سکا تو اس کا حج نہیں ہوتا‘ تو معلوم ہوا کہ وقوف عرفہ سب سے اہم ہے‘ اسی طرح توبہ ہے توبہ کی بہت سی شرطیں آپ نے پڑھی ہوں گی لیکن اصل توبہ انما التوبة الندم (اصل توبہ ندامت کا نام ہے) یوں تو یہ گناہ ہے اس کو چھوڑ دینے پر ندامت ہو‘ آئندہ نہ کرنے کا عزم ہو اور حقوق کی ادائیگی ہو اگر حقوق کا مسئلہ ہے لیکن بنیادی چیز ندامت ہے‘ مثلاً آدمی گناہ کرتا ہے‘ اس نے چھوڑ دیا گناہ نہیں کررہا ہے اور آئندہ بھی نہ کرنے کا ارادہ ہے‘ لیکن اس لئے چھوڑ دیا کہ گھر والے بُرا کہتے ہیں اس لئے چھوڑ دیا کہ معاشرہ اچھا نہیں سمجھ رہا ہے‘ سماج اس کو بُرا کہتا ہے‘ ندامت نہیں ہے اس کو بلکہ اس کا لطف لے رہا ہے کہ بہت اچھا کام ہوا‘ لیکن کیا کریں فلاں گھر والے نہیں مانتے ہیں‘ فلاں یہ کہتا ہے اور فلاں یہ کہتا ہے اس ڈر سے وہ گناہ چھوڑتا ہے‘ ندامت نہیں ہے تو توبہ نہیں ہوگی۔

ہر چیز کی ایک بنیاد ہوتی ہے:

اسی طرح آپ دیکھتے چلے جائیں ہر جگہ آپ کو ایک بنیادی چیز ملے گی‘ یہ جو عمارت ہے اس کے نیچے ایک بنیاد ہے‘ اب یہ عمارت کتنی بلند ہے‘ چھت بھی ہے‘ ستون بھی ہے دیواریں بھی ہیں‘ تپائی بھی ہے‘ پنکھے بھی ہیں‘ بجلی ہے ساری چیزیں لگی ہیں سب مل کے عمارت ہے‘ لیکن اگر بنیاد نہ ہو تو عمارت چاہے کتنی اونچی کھڑی کردیجئے‘ بیکار ہے ڈھ جائے گی‘ ایک ہوا چلے گی پوری عمارت ختم ہوجائے گی‘ لیکن بنیاد اس کو روک لیتی ہے‘ اسی طرح ہر چیز میں ایک بنیاد ہے تو سب سے بڑی کامیابی جو حاصل ہونے والی ہے وہ کامیابی حاصل کیسے ہوگی؟ اس کے لئے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہر شعبہ میں کرنی پڑے گی‘ عقائد میں‘ عبادات میں‘ معاملات میں‘ لین دین میں‘ تجارت میں‘ سیاست میں‘ تعلقات میں‘ حقوق کی ادائیگی میں‘ میراث میں اور ساری چیزوں میں‘ سب میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اسوۂ رسول دیکھنا چاہئے: ”ولکم فی رسول اللہ

اسوۃ حسنۃ فمن کان یرجوا اللہ والیوم الآخر." لیکن ان تمام چیزوں میں ایک اصل ہے ایک بنیاد ہے اگر وہ نہیں ہے تو سب کچھ بے کار ہے اور اگر وہ ہے تو اس قدر شاندار عمارت وجود میں آئے گی کہ آدمی اسکو دیکھتے ہی اس کا گرویدہ ہو جائے گا' ایسا عمدہ ڈھانچہ تیار ہوگا ایسی حسین چیز سامنے آئے گی' ایسا حسین وخوشنما گلدستہ سامنے آئے گا کہ جہاں پیش کردیا جائے وہ قبول کرلیا جائے گا۔

اطاعت میں بنیادی چیز کیا ہے؟

اللہ اور رسول کی اطاعت میں وہ کون سی بنیادی چیز ہے جس کے بغیر طاعتیں ضائع ہوسکتی ہیں؟ اس کو بھی قرآن شریف میں بیان کردیا گیا ہے:

"یوم لاینفع مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم."

ترجمہ: "آخرت میں نہ مال نفع پہنچا سکے گا نہ اولاد اس دن جو اللہ کے پاس قلب سلیم لے کر آئے گا اس کے لئے نفع بخش ہوگا۔"

تو معلوم ہوا کہ قلب سلیم اصل ہے' قلب سلیم کیا ہوتا ہے؟ یہ بھی معلوم کرنا پڑے گا' اس لئے کہ قلب سلیم کے بھی سینکڑوں اوصاف ہیں' ایک وصف ایسا ہے جو بنیادی وصف ہے' جیسے اطاعت خدا اور رسول میں قلب سلیم کو بنیادی حیثیت حاصل ہے' اسی طرح قلب سلیم کے اوصاف میں ایک وصف کو بنیادی اور اساسی حیثیت حاصل ہے' اگر اس وصف سے قلب متصف نہ ہوگا تو وہ قلب سلیم نہ کہلائے گا' وہ قلب اور وہ دل جو صحیح سالم ہو' ہر عیب سے' ہر نقص سے یوں کہہ سکتے ہیں کہ جنتی دل' جو جنتی دل لے کر آئے گا وہ جنت میں جائے گا اور جو جنتی دل لے کر نہیں آئے گا تو وہ جنت میں نہیں جائے گا' جنتی دل ہوتا کیا ہے؟ قرآن مجید میں اس کو بیان فرمادیا گیا ہے:

"ونزعنا مافی صدورھم من غل"

ترجمہ: "جب جنت والے جنت میں پہنچ جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ہر قسم کا غل نکال دیں گے۔"

جب تک دل میں غل ہے' تب تک دل کے اندر مکمل سلامتی نہیں ہے' اور جب غل نکل جاتا ہے تو دل کے اندر سلامتی پیدا ہوجاتی ہے' اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے وصف میں فرمایا۔ علامت بیان کی کہ جن کے دل میں غل نہیں ہوتا وہ کیا کہتے ہیں:

"ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا ربنا انک رؤف رحیم."

ترجمہ: "اے اللہ! جو ہم سے پہلے جاچکے ہیں ان کی طرف سے کوئی ہمارے دل میں کھوٹ اگر ہو تو نکال دیجئے' ہمارے بڑوں کی طرف سے کوئی غل نہ رہے' اے اللہ ان سب کو معاف کیجئے اور ہمارے دل کو صاف کیجئے۔"

یہ دعا کرنا علامت ہے اس کی کہ یہ جنت والوں کی دعا ہے اور اس کے برخلاف جس دل میں غل ہوگا' ان کی بھی صفت بیان کی گئی ہے' اہل جہنم کا دل جو ہے غل سے پُر ہوگا اور وہ لعنت و ملامت و پھٹکار کے سائے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں گے۔ ان کی بھی صفت بیان کی گئی ہے:

"اے اللہ! ان کی میں نے پیروی کی اپنے بزرگوں کی' بڑوں کی انہوں نے گمراہ کیا ان کو دوہرا عذاب دے ان پر پھٹکار برسا۔"

پوری صفت ان کی بیان کی گئی ہے' اس سے معلوم ہوا کہ اپنے بڑوں بزرگوں سے بدظنی' ان کی طرف سے دل میں میل ان کو برا کہنا لعنت ملامت کرنا یہ جنت والوں کی صفت نہیں ہے۔

اخلاص بنیادی صفت ہے:

اسی طرح قلبی امراض نہ ہوں' یعنی دل میں حسد نہ ہو' کینہ نہ ہو' کپٹ نہ ہو' دوسروں کو ذلیل کرنے کے جذبات نہ ہوں' بدظنی نہ ہو اور اسی طرح بے جا غصہ نہ ہو' تکبر نہ ہو' غرور نہ ہو' ریا نہ ہو' نام ونمود کا حد سے زیادہ شوق نہ ہو وغیرہ وغیرہ۔ اگر یہ تمام چیزیں آپ نے اپنے دل سے نکال دیں تو وہ دل' دل ہوگا' قلب سلیم ہوگا اور پھر اس کے ساتھ اچھے اوصاف دل میں پیدا کرلے' لیکن اس میں بھی ایک بنیادی صفت ہے جس کے اوپر قلب سلیم کی بنیاد قائم ہے وہ ہے بنیاد اخلاص کی' جس دل میں اخلاص ہے وہ دل اصل ہے جو اللہ کے یہاں قابل قبول ہوگا' اور جس دل میں اخلاص نہیں ہوگا وہ قابل قبول نہیں ہوگا۔ آپ کے دل میں اگر دوسرے اچھے اور پسندیدہ اوصاف ہیں لیکن اخلاص نہیں تو وہ اوصاف کام نہیں دیں گے اور اگر اخلاص کے ساتھ اوصاف حمیدہ اور جذبات پسندیدہ بھی ہوں تو اس دل کی خوبی اور مقبولیت کی کوئی انتہا نہیں۔

لیکن بنیاد اخلاص ہے اور اخلاص کس کو کہتے ہیں؟ یعنی جو کام بھی آپ کریں اخلاص سے کریں یہ ہے وہ نسخہ کیمیا کہ اگر ہمارے چھوٹے بچے اور بڑے جو طلبا ہیں وہ سب ابھی طے کرلیں کہ اپنے دل میں اخلاص پیدا کریں گے تو میں کامیابی کی ضمانت دے سکتا ہوں۔

اخلاص کہتے کس کو ہیں؟ اخلاص یعنی صرف اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے کام کرنا' یہ طے کرلینا کہ ہم جو تعلیم حاصل کررہے ہیں وہ اس لئے حاصل کررہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہوجائے' اللہ تعالیٰ خوش ہوجائے' اگر یہ طے کرلیں تو آپ سبق بھی زیادہ یاد کرلیں گے' سبق کو آسانی سے سمجھ بھی لیں گے اور سبق آپ کی ترقی کا ذریعہ بھی بن جائے گا اور آپ کے لئے علم کی راہیں کھل جائیں گی' اور وہ امتیازی صفت حاصل ہوگی جو اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو عطا فرماتا ہے۔ ☆☆☆

تدفین میں جلدی کرنا

عمر فاروق لوہاروی، لندن

شریعت اسلامیہ میں موت سے متعلقہ ہدایات میں سے ایک ہدایت یہ دی گئی ہے کہ جب کسی انسان کا انتقال ہوجائے اور اس کی موت کا یقین ہوجائے تو اس کی تجہیز وتکفین میں یعنی اس کے کفن ودفن میں جلدی کرنا چاہئے۔ فتح الباری میں ہے:

''امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے سند حسن کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے' آپؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم میں سے کسی کا انتقال ہوجائے تو اس کی (نعش) کو روکے مت رکھو اور اس کو جلدی سے اس کی قبر میں پہنچاؤ۔'' (فتح الباری ص:۲۱۹ ج۳)

بیہقی کے حوالے سے مشکوٰۃ المصابیح میں ہے:

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم میں سے کسی کا انتقال ہوجائے تو اس کی نعش کو روکے مت رکھو اور اسے جلدی اس کی قبر میں پہنچاؤ اور (دفن کے بعد) اس کے سرہانے سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات (مفلحون تک) اور پائنتی سورۂ بقرہ کی آخری آیات (آمن الرسول سے آخر تک) پڑھی جائیں۔''

(مشکوٰۃ المصابیح ص:۱۴۹)

سنن ابی داؤد میں ہے:

''حضرت حصین بن وحوح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت طلحہ بن براءؓ بیمار ہوئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس بغرض عیادت تشریف لائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ طلحہ میں آثار موت اور مقدمات موت طاری ہونا شروع ہوچکے ہیں' جب ان کا انتقال ہوجائے تو مجھے اطلاع کرنا اور ان کی تجہیز وتکفین میں جلدی کرنا' کیونکہ مسلمان کی نعش کے لئے مناسب نہیں ہے کہ اس کو اس کے اہل وعیال کے درمیان روکے رکھا جائے۔''

(سنن ابی داؤد ص:۹۳ ج:۲)

تدفین میں جلدی کرنے کا شریعت نے جو حکم دیا ہے' اس کا ایک سبب یہ ہے کہ مومن باعزت و باکرامت ہے اور تدفین میں دیر کرنے کی وجہ سے اندیشہ ہے کہ میت کا جسم بگڑنے لگے اور میت جیفہ' متعفن اور بدبودار ہوجائے اور نفوس اس سے نفرت کریں اور گھن محسوس کریں' جو اس کی بے حرمتی ہے اور اس کی تعظیم وتکریم اور احترام کے خلاف ہے' اور دوسرا سبب یہ ہے کہ تدفین میں تاخیر کی جائے گی تو اعزاء و اقارب کے رنج وغم اور بے چینی میں اضافہ ہوگا' کیونکہ جب وہ میت کو دیکھیں گے' تو ان کا صدمہ بڑھے گا اور میت نظروں سے اوجھل ہوجائے گی' اس کو دفن کردیا جائے تو ان کی توجہ بٹ جائے گی اور رنج وغم ہلکا ہوگا۔ بقول حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مختصر جامع ارشاد میں ان دونوں سببوں کی طرف اشارہ فرمادیا:

''مسلمان کی نعش کے لئے مناسب نہیں کہ وہ اس کے اہل وعیال کے درمیان روک رکھی جائے۔''

(حجۃ اللہ البالغہ ص:۳۶ ج:۲)

''جیفہ'' کے معنی ہیں: مردہ بدبودار جثہ، اس لفظ میں پہلے سبب کی طرف اشارہ ہے کہ تدفین میں دیر کی جائے گی تو میت' جیفہ بن جائے گی' اور اہل و عیال کے درمیان میں دوسرے سبب کی طرف اشارہ ہے۔

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے ثقہ راویوں کی سند سے حسب ذیل روایت نقل فرمائی ہے:

''حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنازہ میں تاخیر نہ کرو' جب وہ تیار ہوجائے۔'' (سنن ابن ماجہ ص:۱۰۸)

جامع ترمذی میں ہے:

''حضرت علی بن ابی طالبؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اے علی! تین امور میں تاخیر مت کرنا: ۱:......نماز میں جب اس کا وقت ہوجائے۔ ۲:...... جنازے میں جب

حاضر ہو جائے۔ ۳:...... بے نکاحی عورت کے نکاح میں جب اس کا کفو پالو۔"

(جامع ترمذی ص:۲۰۶ ج۱)

صحیح بخاری میں ہے:

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: آپ نے فرمایا کہ جنازہ کو جلدی لے چلو' کیونکہ جنازہ اگر نیک آدمی کا ہے' تو تم جلدی اس کو خیر سے ہم آغوش کرو گے اور اگر وہ اس کے سوا ہے تو تم جلدی ایک بدی کو اپنے کندھوں سے اتارو گے۔"

(صحیح بخاری ص:۱۷۶ ج۱)

اس حدیث میں "اسراع بالجنازہ" یعنی جنازے کے باب میں جلدی کرنے کے دو معنی بیان کئے گئے ہیں: ایک معنی یہ ہے کہ جنازے کو اٹھا کر جلد جلد چلیں' (لیکن اتنا تیز بھی نہیں کہ میت کو حرکت ہو) امام قرطبی اور علامہ نووی رحمہما اللہ تعالیٰ نے اس معنی کو اختیار کیا ہے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ اس کے کفن دفن میں جلدی کی جائے' یعنی موت کے بعد سے قبر تک پہنچانے کے تمام مراحل میں جلدی کی جائے۔ امام فاکہی اور علامہ ابوالحسن سندھی رحمہما اللہ کی رائے میں یہ دوسرا معنی بھی مراد ہو سکتا ہے۔

تدفین میں تعجیل پر دلالت کرنے والی ان جیسی روایات کے پیش نظر امام بخاری' امام ترمذی' امام ابوداؤد' امام بیہقی' علامہ منذری اور علامہ ہیثمی جیسے کئی حضرات محدثین رحمہم اللہ نے احادیث کی اپنی مصنفات و مولفات میں صراحتاً یا اشارتاً "تعجیل جنازہ" کا مستقل باب قائم کیا ہے۔

مذکورہ بالا روایات کے پیش نظر حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میت کی تدفین میں جلدی کرنا چاہئے۔ صاحب المحیط' صاحب الغنیۃ والتبیین' صاحب بحرالرائق اور شارح الکنز امام زیلعی رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے متاخرین حنفیہ تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ اگر جنازہ وقت مکروہ میں تیار ہوا تو وقت مکروہ ہی میں صلوٰۃ جنازہ ادا کر کے میت کو دفنایا جائے۔ امام زیلعی کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی صورت میں وقت غیر مکروہ آنے تک تاخیر کرنا مکروہ ہوگا لیکن متقدمین حنفیہ میں حضرت امام محمد رحمہم اللہ کی کتاب موطا کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ تینوں مکروہ اوقات (طلوع' استواء اور غروب آفتاب کے اوقات) میں مطلقاً صلوٰۃ جنازہ مکروہ ہے۔ علامہ ظفر احمد عثمانی کا میلان اسی قول کی طرف ہے۔

(اعلاء السنن ص:۵۸ ج۲' ص:۲۵۸ ج:۸)

بعض حضرات "اسراع بالجنازۃ" والی روایت کی وجہ سے یہ خیال کرتے ہیں کہ تعجیل کا حکم جنازہ اٹھانے کے بعد ہی سے متعلق ہوتا ہے' اس سے قبل نہیں' حالانکہ ایسا نہیں ہے' بلکہ نعش کو روکے نہ رکھنے پر دلالت کرنے والی روایات کی وجہ سے موت کے بعد سے لے کر دفن تک کے تمام مراحل میں تعجیل مطلوب ہے۔ علامہ ابن الہمام رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"موت کے وقت سے تمام تر تیاریوں میں جلدی کرنا مستحب ہے۔"

(فتح القدیر ص:۹۷ ج:۲)

بعض لوگ بغیر کسی معقول اور شرعی عذر کے تدفین میں کافی تاخیر کر دیتے ہیں' جس کی چند مثالیں حسب ذیل ہیں:

۱:...... بعض مرتبہ تدفین میں اس لئے تاخیر کرتے ہیں کہ ولی موجود نہیں ہے' اس کی آمد کا انتظار کیا جاتا ہے' یہاں تک کہ اگر دوسرے ملک میں ہو تو بھی اس کی تدفین کو موخر کیا جاتا ہے۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ ولی اقرب موجود نہ ہو تو ولی الابعد تدفین کرے ورنہ جماعت مسلمین تجہیز و تکفین کا کام انجام دے۔

۲:...... بعض لوگ رشتہ داروں یا دوستوں کے انتظار کی وجہ سے تدفین میں غیر معمولی تاخیر کرتے ہیں' یہ بھی مزاج شریعت سے ہم آہنگ نہیں ہے۔

۳:...... بعض جگہ یہ رسم ہے کہ میت کو غسل دینے سے قبل یا تدفین سے قبل گٹھلیوں پر یا تسبیح کے دانوں پر ایک لاکھ مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھوانا ضروری سمجھتے ہیں اور اس کی تکمیل تک غسل دینے یا دفن کرنے کو موخر کرتے ہیں' یہ بھی صحیح نہیں ہے اور یہ رسم واجب الترک ہے۔

۴:...... بعض لوگ صلوٰۃ جنازہ اور تدفین کے لئے جمعہ یا ظہر یا کسی اور فرض نماز کا انتظار کرتے ہیں تاکہ زیادہ تعداد میں لوگ صلوٰۃ جنازہ میں تدفین میں شریک ہوں' یہ صورت بھی قابل اصلاح ہے۔ میت پر بڑی جماعت کے صلوٰۃ جنازہ پڑھنے کی فضیلت بے شک روایات میں ہے' لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے باوجود جنازہ تیار ہو جانے کے تدفین میں غیر معمولی تاخیر کی جائے' ہاں اگر ایسے وقت انتقال ہوا ہے کہ اس کے دفن کرنے میں جمعہ کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو پھر بلاشبہ نماز جمعہ تک موخر کر دیں۔ اسی طرح اگر ظہر یا کسی اور فرض نماز کی جماعت کا وقت ہو گیا ہے تو فرض وقت اور اس کی سنتوں کی ادائیگی کے بعد صلوٰۃ جنازہ ادا کریں پھر دفن کریں' لیکن اگر فرض نماز کا وقت شروع ہونے میں یا اس کی جماعت میں کافی وقت ہو تو محض زیادہ آدمیوں کی شرکت کی غرض سے فرض نماز تک صلوٰۃ جنازہ اور تدفین کو موخر کرنا درست نہیں۔

درمختار میں ہے:

"میت کی نماز جنازہ میں اور اس کی تدفین میں اس غرض سے تاخیر کرنا کہ صلوٰۃ جمعہ کے بعد زیادہ لوگ صلوٰۃ جنازہ پڑھیں گے' مکروہ ہے۔"

(درمختار مع ردالمحتار ص:۶۵۷، ۶۵۸ ج:۱)

بعض حضرات تدفین میں بلاعذر تاخیر کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تاخیر تدفین کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں، لیکن اس سے استدلال تام نہیں ہے۔ شارح مسلم علامہ ابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"میں کہتا ہوں کہ بعض علماء نے لاش کے تغیر کا اندیشہ نہ ہونے تک تجہیز و تکفین میں تاخیر کو مستحب قرار دیا ہے، اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوشنبہ کے دن چاشت کے وقت وصال ہوا اور چہارشنبہ کو رات میں دفن کئے گئے...... لیکن اس کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین کی تاخیر سے استدلال تام نہیں ہے، اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں تدفین میں تاخیر کی علت میں اختلاف ہے۔" (شرح الابی علی صحیح مسلم ص:۳۵۱ ج:۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تاخیر تدفین کی علت پر کلام کرتے ہوئے علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

"حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے آپ کے دفن کو موخر کیا یا تو آپ کی رحلت میں اختلاف کی وجہ سے یا آپ کے محل دفن میں اختلاف کی وجہ سے یا حضرات صحابہ کرامؓ کے بیعتِ خلافت کے معاملے میں مشغولی کی وجہ سے یہاں تک کہ صدیق اکبرؓ پر خلافت کا معاملہ مستقر ہوگیا، اس ہولناک حادثے سے ان کی دہشت کی وجہ سے جس کا مثل نہ اس سے قبل پایا گیا اور نہ اس کے بعد پایا جائے گا یا دشمن کے حملے کے اندیشے سے یا ایک بڑی جماعت کے آپ پر باری باری منفرداً صلوٰۃ جنازہ پڑھنے کی وجہ سے وغیرہ۔"

(شرح الزرقانی علی الموطا ص:۶۹ ج:۲)

تدفین میں تاخیر کے لئے بعض حضرات کی عذرداری یہ ہوتی ہے کہ مرنے والے نے وصیت کی تھی کہ میری نماز جنازہ اور تدفین کے لئے فلاں رشتہ دار یا فلاں بزرگ کا انتظار کرنا اور وہ اب تک پہنچے نہیں ہیں، ہم ان کی تشریف آوری کا انتظار کر رہے ہیں، اس طرح ان کے انتظار کی وجہ سے تدفین میں کافی تاخیر کرتے ہیں، معلوم ہونا چاہئے کہ یہ وصیت شرعاً غیر معتبر ہے، اس لئے وارثین پر ایسی وصیت کو پورا کرنا نہیں ہے۔ اسی طرح اگر یہ وصیت کی ہو کہ میری نماز جنازہ کسی فرض نماز کے بعد پڑھنا، تاکہ میری صلوٰۃ جنازہ اور تدفین میں زیادہ لوگ شرکت کریں تو یہ وصیت بھی باطل ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ایسے آدمی کو "ریاکار" قرار دیتے ہیں:

الابواب والتراجم میں ہے:

"حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ آدمی اپنی زندگی میں ریاکار ہوتا ہے اور موت کے بعد بھی۔ آپ سے دریافت کیا گیا کہ زندگی میں ریاکار ہونا تو سمجھ میں آتا ہے، لیکن موت کے بعد ریاکار ہونے کی کیا صورت ہے؟ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ آدمی یہ پسند کرے کہ اس کے جنازے میں لوگ زیادہ ہوں۔"

(الابواب والتراجم للشیخ الکاندھلوی ص:۱۱۸ ج:۶)

ہمارے بعض اکابر نے بلاعذر معقول تدفین میں ہونے والی غیر معمولی تاخیر کا احساس کرتے ہوئے اپنی اہم ہدایات اور وصایا میں بطور خاص تعجیل تدفین کا ذکر فرمایا۔ چنانچہ حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "اہم ہدایت ونصائح" میں تحریر فرمایا:

"انتقال کے بعد غسل میں عجلت کی جائے، شرکت کے لئے زیادہ مجمع کا انتظار بھی مکروہ ہے، کسی خاص شخصیت کا انتظار بھی نامناسب ہے، دفن میں جہاں تک ہوسکے جلدی کرنا چاہئے۔" (سوانح و تعلیمات حضرت عارفی ص:۳۲۸، ۳۲۷)

حضرت مولانا میاں سید اصغر حسینؒ کے بارے میں "حیات خضرؒ" کے "عرض ناشر" کے ذیل میں ہے:

"۲۲/محرم سنہ ۱۳۶۴ھ بروز پیر (اسی دن دوپہر کو ایک بجے حضرت میاں صاحب کا وصال ہوا) اپنے مخصوص حضرات کو بعد نماز فجر بلایا اور یہ وصیت فرمائی کہ دنیا سے سب کو جانا ہے اگر میرا انتقال ہوجائے تو کچھ انتظار کی ضرورت نہیں، فوراً غسل دے کر کفن میرے ساتھ ہے، اس کو پہنا کر نماز پڑھ کر عام قبرستان میں دفن کردینا۔" (حیات خضرؒ ص:۷)

مفتی اعظم حضرت مفتی رشید لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے وصایا میں ہے:

"میرے جنازے میں شرکت کے لئے کسی قریب سے قریب رشتہ دار یا کسی بڑے سے بڑے بزرگ یا زیادہ لوگوں کے اجتماع کا انتظار نہ کیا جائے، بلکہ وقت پر جتنے افراد بھی موجود ہوں وہ نماز جنازہ پڑھ کر جلد از جلد قبرستان پہنچانے کی کوشش کریں۔ سنت کے مطابق چند افراد کے نماز جنازہ پڑھنے پر اللہ تعالیٰ کی جو رحمت متوجہ ہوتی ہے وہ خلاف سنت ہزاروں کے مجمع پر بھی نہیں ہوتی۔"

(انوار الرشید ص:۷۹، ۲۸۰ ج:۳)

حضرت موصوف رحمۃ اللہ علیہ کی اس وصیت پر عمل بھی ہوا' چنانچہ انتقال کے ساڑھے تین گھنٹے میں حضرت کی تدفین عمل میں آ گئی۔

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کے وصیت نامے میں ہے:

"جنازہ میں شرکت کے لئے کسی کا انتظار نہ کیا جائے' جتنے افراد آسانی سے موجود ہوں' نماز جنازہ پڑھ کر جلد از جلد قبرستان پہنچانے کی کوشش کریں۔"

(کشکول معرفت ص:۵۰۷)

خلاصہ یہ ہے کہ تدفین کے معاملہ میں ممکنہ حد تک تعجیل کرنا چاہئے۔ اگر تدفین میں تاخیر کا کوئی شرعی عذر ہو یا قانونی مجبوری ہو اور قانونی کارروائیوں کی وجہ سے تدفین میں دیر ہو تو اور بات ہے' البتہ جن ممالک میں انفرادی یا اجتماعی کوششوں سے قانونی گتھیوں کو جس حد تک سلجھایا جا سکتا ہو اور تدفین میں جس قدر امکانی تعجیل ہو سکتی ہو' ان ممالک کے باشندوں کو اس کے لئے حتی الوسع تگ و دو کرنا چاہئے اور قانونی اجازت یا رعایت حاصل کرنے کے لئے قانونی طور پر مسلسل کوشش کرنا چاہئے اور اس مقصد کے لئے اگر مالی قربانی پیش کرنے کی ضرورت ہو تو اس سے بھی دریغ نہیں کرنا چاہئے۔

☆☆.........☆☆

نصیحت آموز واقعات

عاشق صادق:

ایک بزرگ کو تہجد کے وقت غیب سے آواز آئی کہ کچھ بھی کر' یہاں کچھ قبول نہیں اور اس زور سے آواز آئی کہ ان کے ایک خادم نے بھی سن لی' مگر وہ ایسے عاشق تھے کہ وضو کر کے پھر بھی نماز میں لگ گئے' اگلے دن پھر تہجد کو اٹھے' مرید نے کہا: حضرت جب وہ منہ بھی نہیں لگاتے اور کچھ قبول نہیں کرتے تو آپ کیوں مصیبت جھیلتے ہیں؟ لیٹ کر سو جایئے' بس ان بزرگ پر حال طاری ہو گیا اور رو کر فرمایا کہ بیٹا! میں ان کو چھوڑ تو دوں مگر یہ تو بتلاؤ کہ ان کے در کے علاوہ اور در بھی اس قابل ہے جہاں چلا جاؤں؟ ظاہر ہے کہ اور کوئی در بھی اس قابل نہیں تو پھر میں اسی در پر جان دے دوں گا' چاہے وہ قبول کریں یا رد کریں۔ اس جواب پر رحمت کو جوش آیا اور پھر آواز آئی:

قبول است گرچہ ہنر نیست
کہ جز ما پناہ دگر نیست

ترجمہ: "قبول ہے اگرچہ تیرا ہنر نہیں ہے' اس لئے کہ سوائے ہمارے تیرے لئے دوسری جگہ پناہ کی نہیں ہے۔"

اللہ کی محبت بندوں کے ساتھ:

ایک بت پرست ہمیشہ بت کو پوجتا تھا اور نوے سال تک یاصنم' یاصنم! کا ورد کرتا رہا' ایک دن بھولے سے اس کی زبان سے یاصمد! نکل گیا' فوراً آواز آئی لبیک یا عبدی لبیک کہ اے میرے بندے میں موجود ہوں' اس آواز پر وہ رونے لگا اور بت کو اٹھا کر پھینک دیا کہ کم بخت تجھ کو نوے سال تک میں پکارتا رہا اور تو نے ایک دن بھی میری کسی بات کا جواب نہ دیا' میں قربان جاؤں خدا کے جس سے نوے سال تک میں بے رخی کرتا رہا اور ایک بار بھولے سے اس کا نام زبان سے نکل گیا تو اس نے مجھ پر توجہ فرمائی۔

اے عزیز! جب ایک بت پرست کے بھولے سے یاد کر لینے پر اتنی توجہ ہوتی ہے تو کیا آپ کا یہ خیال ہے کہ خدا تعالیٰ مسلمانوں پر متوجہ نہ ہوں گے' اگر وہ خدا کو راضی کرنا چاہیں تو ضرور متوجہ ہوں گے۔ ذرا آپ خدا لم یزل ولا یزال کو راضی کرنے کا قصد تو کیجئے وہ تو یوں فرماتے ہیں:

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ
گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
این درگہ ما درگہ نا امیدی نیست
صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

ترجمہ: لوٹ تو لوٹ تو جو کچھ بھی ہے لوٹ' اگر کافر اور آتش پرست اور بت پرست ہے تو بھی ہماری طرف لوٹ' یہ ہمارا دربار ناامیدی کا دربار نہیں ہے' اگر سو بار تو نے توبہ توڑی ہے تو بھی ہماری طرف رجوع کر۔

توفیق خداوندی:

ایک غلام اور آقا بازار میں جا رہے تھے' غلام نمازی تھا' نماز کا وقت آ گیا' غلام نے کہا کہ میں مسجد میں نماز پڑھ آؤں' آقا نے اجازت دی' اس نے جا کر مسجد میں نماز پڑھی اور نماز کے بعد وظیفہ میں مشغول ہو گیا اور بہت دیر ہو گئی' آقا نے آواز دی کہ آؤ' غلام نے کہا کہ آنے نہیں دیتا' آقا نے کہا: کون آنے نہیں دیتا' غلام نے کہا: "جو آپ کو باہر سے اندر آنے نہیں دیتا وہ مجھ کو اندر سے باہر نہیں جانے دیتا۔"

فی الحقیقت اللہ جس کو چاہتے ہیں' ہدایت دیتے ہیں بغیر ان کی عنایت کے کچھ نہیں ہوتا۔

این سعادت بزور بازو نیست:

اسی طرح کا ایک واقعہ ہے کہ ایک قصائی کا بچھڑا مسجد میں گھس آیا' مسجد کا ملازم ملامت کرنے لگا کہ کیسے لوگ ہیں کہ جانوروں کو کھول دیتے ہیں' وہ مسجد میں گھس آتے ہیں' وہ قصائی کہتا ہے کہ میاں کیوں بک بک لگائی ہے' جانور بے سمجھ تھا' چلا آیا' کبھی ہم کو بھی دیکھا ہے مسجد میں۔ سچ یہ ہے کہ بغیر ان کی توفیق کے ان کے دربار میں حاضری نہیں ہو سکتی۔☆

مولانا محمد فہد

درسگاہِ رسولؐ کے متعلمین

رفاقت حسین قاسمی

''میرے اصحاب ستاروں کی طرح
ہیں' تم ان میں سے جس کی بھی پیروی
کرلوگے ہدایت پاجاؤ گے۔'' (الحدیث)

''اپنی مثال آپ'' کا محاورہ واقعیت کی دنیا میں اگر کسی چیز پر صادق آسکتا ہے تو اس کا مبنی برحقیقت صحیح تر مصداق حضرت انسان کی طویل تاریخ میں اول وآخر صرف یہی ایک مقام ہے' جس میں کسی درس گاہ کی طرف سے اس کے خوشہ چینوں اور کسی استاذ کامل کی جانب سے اس کے ''حلقہ بخن'' میں ''زیر تربیت'' افراد کو بطور ''سند تعمیر حیات'' کے اس اہم خطاب سے نوازا گیا ہے' پھر اس آفاق گیر الہامی خطاب کی اہمیت اس حقیقت کے پیش نظر مزید بڑھ جاتی ہے کہ یہ خطاب یافتہ افراد' قبل ازیں نہ تو اپنی قومی ونسلی روایات ہی کے اعتبار سے اعلیٰ صفات کے حامل تھے اور نہ ہی کسی دیگر یونیورسٹی سے ''تخصصات'' کی ڈگریاں لئے اس ''یتیمے کہ ناکردہ قرآں درست'' کی درس گاہ میں حاضر ہوئے تھے کہ تاریخ آدم کے اس یکتا ویگانہ روزگار معلم نے محض تائیداً ہی ان کی اسناد پر اپنی مہر تصدیق ثبت کردی ہو' بلکہ سچ یہ ہے کہ اخلاق کی کمزوری' کردار کی پستی' اقدار کی پامالی وغیرہ دنیا جہاں کی بے شمار برائیوں سے آمیز ان کی زندگی پوری طرح تخریب کا نمونہ تھی' لیکن تھا کسی کا ''جامِ نگاہ'' جو ''جام جمشید'' کی طرح صرف ''جہاں نما'' نہیں ''بادۂ الست'' سے لبریز ''کون ومکاں نما'' تھا جس نے اپنے سرشاروں کی دیوانگی میں فرزانگی اور فقیری میں بادشاہی کی وہ خوعطا کی کہ کل تک جن کی زندگی بھی قابل حسرت موت سے زیادہ کچھ نہ تھی آج ان کی موت بھی ایسی قابل رشک ہے کہ اس پر صد ہزار زندگیاں قربان۔

یہی کمال ہے اس معلم انسانیت کا جس نے ''نمونہ تخریب'' کو ''تعمیر'' کے ایسے قالب میں ڈھال کر دنیا کے سامنے پیش کیا کہ نہ صرف یہ کہ گزشتہ معلمین کے ریکارڈ ٹوٹے' بلکہ تاقیامت آنے والے معلمین کو بھی اس جیسی مثال پیش کرسکنے کی کوئی گنجائش نہ رہی۔ شاعر نے کتنی سچی بات موزوں کی ہے:

غلام نرگس مست تو بادشاہا نند
خراب بادۂ لعل تو ہوشیارا نند

تقابل کی روشنی میں:

ایسا نہیں ہے کہ یہ کائنات ارض وسما استاذی وشاگردی کے صرف اسی ایک اتفاقی واقعہ کی شاہد ہوں بلکہ اس نے تو دنیائے انسانیت میں برپا شدہ ہزار ہا انقلابات دیکھے ہیں' معلمین ومبلغین اور علوم وفنون کے ماہرین کی ترک تازیاں اس کی نظر میں ہیں۔ تاریخ قبل مسیح دیکھئے تو سراپا علم ودانش کہے جانے والے سقراط (م ۳۹۹ ق م)' افلاطون (م ۳۴۷ ق م) نظر آتے ہیں۔ بعدازاں مسند علم کو رونق بخشنے والوں میں محمد بن موسیٰ الخوارزمی (م ۹۵۰ء)' ابوبکر محمد بن زکریا رازی (م ۹۲۶ء)' ابوالکلام ابن عباس الزہراوی (م ۱۰۱۳ء)' غیاث الدین ابوالفتح عمر بن ابراہیم معروف بہ عمر خیام (م ۱۱۳۱ء)' مشہور زماں ابن رشد اور ابن میمون کے استاذ گرامی ابونصر محمد عرفان الفارابی (م ۹۵۰ء) سرفہرست ہیں۔ ان کے علاوہ خود دانایان فرنگ میں یوہان برگن (م ۱۹۷۹ء)' آرنلف اوورلزند (م ۱۹۶۸ء)' اوسکر بروتن (م ۱۹۳۹ء)' الیگونڈر (م ۱۹۰۶ء) اور بیورن سٹیئنے بیورنسن (م ۱۹۱۰ء) جیسے مایہ ناز افراد موجود ہیں' جن کی استادی پر انگلی رکھنا اپنی جہالت ہی کا اعتراف کہا جاسکتا ہے' لیکن ان میں سے کوئی بھی یہ جرأت نہ کرسکا کہ اپنے شاگردوں کو ایسے لازوال خطاب اور ایسی بے مثال سند کا اعزاز دے سکے۔

اور آج بھی جب کہ تہذیب وثقافت اور علم وفن اپنے عروج پر ہے' ہر موضوع پر مستقل کتب خانے اور رجال کار موجود ہیں' فلسفہ زراعت' فلسفہ اقتصاد' فلسفہ معاش' فلسفہ اخلاق' فلسفہ نفسیات وسیاست' فلسفہ امن اور فلسفہ صلح وجنگ وغیرہ کے ممتاز ماہرین ومتخصصین اپنے اپنے دائرے میں مصروف کار ہیں' پھر بھی اس حقیقت سے آنکھیں نہیں چرائی جاسکتیں کہ علم وفن کا یہ ارتقا زبانی جمع خرچ اور کاغذی عنوانات کی دلکشی تک ہی ارتقا نظر آتا ہے' ورنہ اس سلسلے میں بھی رہنما اور مسلم نقوش تو آج بھی وہی اصول ہیں جو درس گاہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلمین کی انقلاب آفرین حیات میں عملی شاہکار کی حیثیت سے موجود ہیں' سچی بات ہے کہ اپنے اندرون کا جائزہ لئے بغیر دنیا کی کسی بھی چیز کے جائزے کا راستہ تباہی اور پستی ہی کی طرف جاتا ہے نہ کہ کامیابی اور بلندی کی طرف:

ایں ہمہ ذوق آگہی' ہائے رے پستی بشر
سارے جہاں کا جائزہ اپنے جہاں سے بے خبر

اس رخ سے بھی:

صرف علوم وفنون ہی پر کیا موقوف' دیگر اوصاف وکمالات پر بھی نظر ڈالیے تو دنیا نے کتنی اقوام کے کتنے بہادروں کو' یکی ہے' عزم و ہمت' بہادری وشجاعت' بے باکی' پامردی' سپہ گری وتیر اندازی اور عزیمت واستقلال کے کتنے پیکر مجسم اس کے سامنے ہیں' نمرود' بخت نصر' فرعون' عمالقہ اور شاہ طیطلوس کے مردان کارزار سے لے کر عمرو بن عبدود' یہود کے مرحب' نصاریٰ کے شرحبیل اور مجوس کے رستم و بہمن جادو یہ تک کتنے ''کار آزمودہ'' و''سرد وگرم چشیدہ'' ایک قطار میں صف بستہ کھڑے ہیں' لیکن تقدیر کی کارفرمائی کہ ان سب کی شجاعت' بہمیت ودرندگی کا شکار ہوگئی اور پچھلوں کے لئے قابل تقلید نہ بن سکی' مجبوراً نمونہ شجاعت کی متلاشی نظریں بھی ایک بار پھر اسی درس گاہ کے طلبہ پر مرکوز ہوگئیں جن میں عمرو علی' حمزہ وابودجانہ' سعد و ابوعبیدہ' خالد ومثنیٰ اور نعمان ومغیرہ ہی نہیں (رضی اللہ عنہم اجمعین) بلکہ جہاں کا ہر ذرہ اپنی ہر ادا میں غیرت صد آفتاب و ماہتاب ہے' دو الگ الگ مصرعوں کو ایک شعر بناتے ہوئے روح غالب سے معذرت کے ساتھ:

بے چشم دل' نہ کر ہوس سیر لالہ زار
ہر ایک ذرہ غیرت صد آفتاب ہے

امارت وبادشاہی بھی معاشرتی زندگی کی ایک ناگزیر ضرورت ہے' اس میدان میں بھی ہرمز' یزدگرد' کجکلاہ کسریٰ فارس اور قیصر روم کی جلادصفت قیادت بے نام ونشان ہوگئی' لیکن ابوبکر وعمر فاروق' عثمان وعلی (رضی اللہ عنہم) کی حکمرانی نے' انسانیت نوازی کی بدولت ''بقائے دوام'' حاصل کی' یہی وجہ ہے کہ یہ آج تک تاباں' درخشاں اور نمایاں ہے۔

نوشیرواں کا عدل اور حاتم کی سخاوت مسلّم مگر کوئی بتائے کہ آج اپنوں اور غیروں میں سے کون ہے جس کے کان عمر اول اور عمر ثانی کے مساویانہ سلوک اور عدل وانصاف کی گونج سے ناآشنا ہوں؟ مال واسباب کی قربانی بھی اگرچہ سخاوت ہے اور اس کی مثالیں بھی ایسا نہیں ہے کہ اہل تذکرہ میں کمیاب ہوں' چنانچہ ایک طرف' مالدار صحابی عبدالرحمن بن عوفؓ ہیں کہ جن کے دسترخوان پر مہمانوں کی کثرت اور چولہے تلے راکھ کا ڈھیر روزانہ کا معمول ہے' دوسری طرف ابوطلحہ انصاریؓ جنہوں نے عیالداری اور قلتِ اسباب کی گراں باری کے باوجود' سخاوت کی اعلیٰ مثال قائم کی' بچوں کو بہلا کر سلانا' چراغ گل کر کے اپنی مفلسی کو چھپانا اور پھر خود بھوکا رہ کر مہمان کی ضیافت' یہ ایک ایسی مثال ہے جس میں شاید ہی ان کا کوئی حریف ہو۔ لیکن ایسی ایک سخاوت ہوتی ہے کہ جس میں جذبات کو قربان کیا جائے ہے تو انصار مدینہ کی تاریخ میں' اس قسم کی فیاضی کے نقوش بھی تاہنوز جریدہ عالم پر ثبت ہیں۔

فخر انسانیت کامل افراد:

اخیر میں مختصر ذکر ان معلمین کا بھی جو کار نبوت میں' معلم امی لقبی (فداہ ابی وامی) کے شریک اور وحی سماوی کے لئے منتخب' پاکیزہ اور مقدس نفوس ہیں' ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام سے روح اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک پیمبران خدا کا یہ ایک طویل سلسلہ ہے' جن میں سے ہر ایک کی اپنی ذاتی حیثیت اس درجہ بلند و بالا ہے کہ اس ''آلودہ عصیاں'' انسان کے تخیلات کی بلند پروازیاں اس کے سامنے کوتاہ رہ جاتی ہیں اور (خدا شاہد) حقیقت بھی یہی ہے کہ ان خاصانِ خدا کی رفعت شان کا فیصلہ نہ کرسکنا انسانی تصورات کی معراج ہے۔

''چہ نسبت خاک را با عالم پاک''

پھر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ ان میں سے کسی نے بھی اپنے تلامذہ واصحاب اور جانشینی کرنے والے رفقا واحباب کو ایسا انمول اعزاز نہیں بخشا کہ بعد والے ان کے نقش قدم پر چل پڑیں اور آخرکار بامراد وکامران ٹھہریں۔

تفصیل برطرف حق بات یہ ہے کہ امتیاز دنیا کے صرف اسی ایک معلم کو حاصل ہے کہ جو اس کی نرگس بیمار کا بیمار ہوگیا وہ ایسا شفایاب ہوا کہ پھر اسے کسی آستانہ شفا کی حاجت نہ رہی' جس پر بھی اس کی نگاہ کرم پڑی دل سے جگر تک اتر گئی اور کائنات دل میں وہ انقلاب امڈا جس نے زندگی کی قدریں بدل ڈالیں' دنیا کے اہل بصیرت افراد نے' اس وقت بھی دیکھا' سمجھا اور قبول کیا اور آج بھی ہمارے زمانے کی ستم رسیدہ مفلوک الحال انسانیت دوبارہ اسی درس گاہ کے طلبہ کے پاکیزہ عہد کی منتظر ہے تاکہ وہ اس ''گردش'' ایام کی بدولت وہ ''صبح و شام'' دیکھ سکے جو اس کی عظمت رفتہ کی بحالی کے حقیقی ضامن ہیں۔

برسرمطلب:

اگر یہ سچ ہے کہ تلامذہ اپنے استادوں کے آئینہ دار ہوتے ہیں' اساتذہ سے قابلیت واستعداد کا اندازہ کیا جاتا ہے اور خطاب سے نہ صرف یہ کہ خطاب یافتہ کی اہمیت معلوم ہوتی ہے بلکہ خطاب دہندہ کی آفاقیت بھی اجاگر ہوتی ہے' تو یہ بھی سچ ہے کہ جس طرح متعلمین (صحابہ کرامؓ) کو ملنے والی مذکورالصدر سند کی کوئی مثال نہیں ہے' اسی طرح سند دینے والے معلم کامل کی بھی کوئی مثال نہیں۔ وہ خود زمانے سے نرالا ہے' عالم میں انتخاب ہے' اپنے اعمال واخلاق میں ممتاز اور سب سے منفرد ہے نہ پچھلوں میں اس کی مثال ہوسکتی ہے اور نہ اگلوں ہی میں ہوسکتی ہے:

''تجھ سا کوئی نہ تھا' کوئی نہیں آنے والا'' ☆

سلام زندہ باد

فرما گئے یہ ہادیٔ لا نبی بعدی

تاجدارِ ختمِ نبوت زندہ باد

سالانہ عظیم الشان 29 ویں دو روزہ ختمِ نبوت کانفرنس

بمقام مسلم کالونی چناب نگر

بتاریخ 14 جمعرات 15 جمعۃ المبارک اکتوبر 2010

زیرِ صدارت
حکیم العصر محدثِ دوراں ولیٔ کامل مخدوم العلماء
حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا **عبدالمجید** لدھیانوی صاحب دامت برکاتہم
باب العلوم کہروڑ پکا

زیرِ سرپرستی
استاذ المحدثین حضرت مولانا ڈاکٹر **عبدالرزاق اسکندر** صاحب دامت برکاتہم

زیرِ نگرانی
حضرت مولانا صاحبزادہ ولی ابن ولی خواجہ **عزیز احمد** صاحب مدظلہ
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

عنوانات
- توحیدِ باری تعالیٰ
- سیرۃ خاتم الانبیاء
- مسئلہ ختمِ نبوۃ
- حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام
- عظمتِ صحابہ و اہلِ بیت
- اتحادِ اُمت

اور ردِ قادیانیت جیسے اہم موضوعات پر علماء، مشائخ، قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے۔ اہلِ اسلام سے شرکت کی درخواست ہے

شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت چناب نگر ضلع چنیوٹ

ملتان: 061-4783486
چناب نگر: 047-6212611